اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ا — جمعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء — شمارہ ۵۲

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالف ہر وقت ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام تباہ ہو جاوے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو ان تمام حملوں سے بچائے گا اور وہ اس طوفان میں بھی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہنچا دے گا

دنیا ایسی ہے کہ ۔ کار دنیا کسے تمام نہ کرد

اللہ تعالیٰ کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہیں کھلا کہ موت کس وقت آ جاوے۔ پھر جب موت آ گئی تو سب مال و اسباب یہاں کا یہاں ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اس کے وارث وہ لوگ ہوتے ہیں جس کو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بھی ان کو دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نہ کرے جو اس کے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہو جاوے۔ میں حیران ہوتا ہوں جب یورپ کی طرف دیکھتا ہوں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے ان میں اس قدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو۔ یہ کس قدر بدقسمتی ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم کر لیں۔ اگر اسے خوش کریں تو سب کچھ مل سکتا ہے۔ مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو ناراض کر رہے ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ایک سچا دین اسلام عطا کیا تھا مگر انہوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچھ بھی پروا اور غیرت نہیں۔ باہم اگر جنگ و جدل ہے تو اس میں شیخی۔ ریا۔ عجب مقصود ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کی عظمت۔ لیکن جو شخص ہر امر میں اللہ تعالیٰ کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت میں ایسا محو ہو کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اس کا مقصود خاطر ہو۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے دفتر میں صدیق کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کر سکتے ہیں دوسرا نہیں کر سکتا۔ مگر مشکلات یہ ہیں کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ غربا کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہ غربا کی جماعت ہے تاہم میں دیکھتا ہوں کہ ان میں صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھ کر حتی المقدور اس کے لئے خرچ کرنے سے فرق نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ساتھ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔

جس طرح پر ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کر دے گا۔ اسی طرح پر اسلام پر طوفان آ رہے ہیں۔ مخالف ہر وقت ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام تباہ ہو جاوے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو ان تمام حملوں سے بچائے گا اور وہ اس طوفان میں بھی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہنچا دے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی تھیں تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تھی کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتے تھے۔ قوم تو صم بکم ہوتی ہے۔ وہ ان کی باتیں سنتی نہیں بلکہ تنگ کرتی اور دکھ دیتی ہے۔ اس وقت راتوں کی دعائیں ہی کام کیا کرتی تھیں۔ اب بھی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت میں ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہم جب اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہ میری مخالفت نہیں خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔ میں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان میں شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بھی جا پہنچیں گے۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں ان کا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلوں کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالیٰ ہی کے لئے اپنے دل میں سوز و گداز رکھتا ہے۔

خوب یاد رکھو کہ کبھی روحانیت صعود نہیں کرتی جب تک دل پاک نہ ہو۔ جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور وہ ترقی کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صـ ۲۴ تا ۲۶)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا مقبول ترین پروگرام "ملاقات" ہے جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رونق افروز ہوتے ہیں اور ہر روز مختلف علمی، تربیتی اور تبلیغی موضوعات پر عالمگیر ناظرین و سامعین سے ایک گھنٹہ تک مخاطب ہوتے ہیں۔ ان ایمان افروز مجالس سے متعلق یہ مختصر نوٹ قارئین "الفضل انٹرنیشنل" کے لئے ریکارڈ کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ اس اشاریہ کے مدد سے وہ ضروری اور مطلوبہ مضامین کی ویڈیو حاصل کر کے تفصیلی ارشادات سے استفادہ کر سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اصل لطف تو ان ارشادات کو پوری تفصیل سے سننے میں ہی ہے۔

ہفتہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۴ء :

پروگرام "ملاقات" میں عربوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ عربوں کے ساتھ گزشتہ پروگرام کے تسلسل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ عالمی صورتحال پر تبصرہ فرمایا۔ نیز اس پس منظر میں حقیقی جہاد کی وضاحت فرمائی اور مسئلہ جہاد اور جہاد کے مفہوم پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔

اتوار ۱۱ دسمبر ۱۹۹۴ء :

عربوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں یہ سوال کیا گیا کہ گزشتہ پروگرام سے ہمیں یہ تو معلوم ہوا کہ مختلف حکومتیں، ملاں اور اسلامی جماعتیں جو کچھ کر رہی ہیں وہ دراصل حقیقی جہاد نہیں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ حقیقی جہاد کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کا اس بارہ میں کیا نظریہ ہے اور جماعت احمدیہ کس طرح سے جہاد کر رہی ہے؟

حضور انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جہاد کی کئی اقسام ہیں۔ تلوار کا جہاد تو ایسا جہاد ہے جو بہت کم وقت کے لئے ہوا ہے۔ مثلاً جنگ بدر یا جنگ احد وغیرہ۔ یہ سب جنگیں تو ایک ایک یا چند دن کے لئے ہوئیں مگر دوسرا جہاد جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

(۱) "وجاھدھم بہ جھادا کبیرا"

(۲) "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ...... الخ

(۳) ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ...... الخ

جس کا مطلب یہ ہے کہ اصل جہاد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے رستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلایا جائے۔ اور اس طرح تبلیغ کی جائے کہ شدید ترین دشمن بھی گہرا دوست بن جائے اور یہی اصل جہاد ہے۔ اور اسی جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی گزری

ایک اور جہاد بھی ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اکبر فرمایا۔ وہ نفس کا جہاد ہے۔ اس کے بغیر ہم روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتے اور جماعت احمدیہ "جہاد اکبر" اور "جہاد کبیر" دونوں قسم کے جہاد یعنی نفس کے جہاد اور تبلیغ کے جہاد پر یقین رکھتی ہے اور اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ اور تلوار کا جہاد تو غیر مسلموں سے ہوتا ہے اور دوسرے مسلمان جو تلوار کے جہاد پر یقین رکھتے ہیں انہوں نے کیا کبھی بھی غیر مسلموں مثلاً امریکہ وغیرہ سے جہاد کیا ہے؟ حالانکہ امریکہ میں جگہ جگہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔

سوموار ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴ء :

ہومیو پیتھی کی اکاونویں (۵۱) کلاس ہوئی۔ مختلف ادویہ کے متعلق بیان فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وہ نظام شفاء جو اینٹی بائیوٹک سے آزاد کر دیتا ہے (یعنی ہومیو پیتھی نظام شفاء) وہ اس قابل ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ کیونکہ اینٹی بائیوٹک کے بداثرات کو اس کے بنانے والے اور استعمال کرنے والے سب ہی جانتے ہیں۔

منگل ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴ :

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی ۵۲ ویں کلاس لی۔ دوران تدریس فرمایا کہ "یہ بھی تقدیر کا ایک مسئلہ ہے کہ ڈاکٹر تو مارتا ہے اور زندہ نہیں کرتا۔ اللہ ہے جو مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ مگر جو ذرائع خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے ان میں جراثیم کو بھی استعمال کرتا ہے۔ تو بیوقوف ڈاکٹر بھی عزرائیل کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک ڈاکٹر کی وجہ سے فلاں مر گیا۔ اس کی تقدیر تھی۔ مگر ڈاکٹر کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس تقدیر میں عزرائیل کا آلہ کار بن گیا...... ایک طبیب جو ہے اس سے جب صحت بھی ہوتی ہے تو شفا کے جو فرشتے ہیں وہ اس سے کام لے رہے ہوتے ہیں۔ ایک خوش نصیبی ہوتی ہے کہ ایک آدمی اچھے فرشتوں کا ایجنٹ ہے...... اپنے عمل کو جاری رکھیں۔ قطع نظر کہ تقدیر کا مسئلہ کیا ہے۔ تدبیر کا جہاں تک تعلق ہے اس نے جو تقدیر پر اثر انداز ہونا ہے اسی حد تک ہونا ہے جس حد تک اللہ اجازت دے گا۔ اس لئے اس کی وجہ سے آپ کے اندر تردد نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ بھرپور کوشش کریں شفا دینے کی۔ اور یقین رکھیں کہ شفا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اگر آپ اخلاص سے کام لیں گے تو آپ کا تعلق شفا والے فرشتوں سے زیادہ ہو جائے گا۔ صحبت صالحین کا ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر آپ بیوقوفی سے علاج کریں گے تو آپ کا زیادہ تعلق عزرائیل سے ہو جائے گا۔ نیز فرمایا کہ یہ دوائیں ایسی ہیں جو اگر صحیح استعمال میں آئیں تو اعجازی نشان دکھاتی ہیں، خدا تعالیٰ کے فضل سے۔

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

۱۹۹۴ء کا سال چند ساعتوں میں اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور پھر نئے سال ۱۹۹۵ء کا سورج طلوع ہو گا۔ خدا کرے کہ نیا سال تمام بنی نوع انسان کے لئے، تمام عالم اسلام کے لئے اور بالخصوص تمام احمدی مسلمانوں کے لئے غیر معمولی برکتوں اور رحمتوں کا سال ہو۔ ہر شر سے خدا ہمیں محفوظ رکھے اور ہر خیر سے نوازے۔ نیا سال ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کی حالت میں ظاہر ہو اور پھر اس کیفیت میں یہ سال اپنے اختتام کو پہنچے کہ ہم مسلسل قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اس کے دائمی فضلوں کے مورد بن رہے ہوں ۔

"ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے"

یہ دن، ہفتے، مہینے اور سال وقت کے مختلف پیمانے ہیں۔ وقت تو مسلسل گزرتا چلا جاتا ہے اور کسی کا انتظار نہیں کرتا اور ہر آنے والا لمحہ انسان کو یہ پیغام دیتا ہے کہ:

گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

وقت بظاہر سب کے لئے ایک ہی جیسا ہوتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہی وقت بعض کے لئے خیر و برکت اور خوشی و مسرت کا موجب ہوتا ہے اور اسی وقت میں بعض لوگ قسما قسم کے دکھ اور تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھر بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان کا وقت اچھا گزر رہا ہے اور وہ اس سے خوب لطف اندوز ہو رہے ہیں لیکن درحقیقت اس گھڑی وہ ایسی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں جن کا لطف عارضی ہوتا ہے اور ان کی خوشیاں صرف وقتی ثابت ہوتی ہیں اور ان کے پیچھے ہمیشہ کا دکھ اور عذاب باقی رہ جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وقت وہی اچھا اور دائمی طور پر نفع بخش ہے جو وقت کے خالق اور مالک کی مرضی و منشاء کے مطابق گزرے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کو اس بات کی شہادت کے طور پر پیش فرمایا ہے کہ انسان مسلسل گھاٹے اور خسارہ میں جا رہا ہے۔ البتہ وہ لوگ جو ایمان پر قائم ہوتے ہیں وہ گزرتے ہوئے وقت کے خسارہ سے امن میں رہتے ہیں اور زمانہ انہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ ایسے مومن ہوتے ہیں جن کے ایمانوں کے ساتھ ظلم کی کوئی ملونی نہیں ہوتی۔ جو صرف زبان سے ایمان کا دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ ایمان کی حقیقت پر مضبوطی سے قائم ہوتے ہیں اور ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ محض ایمان کا دعویٰ کچھ حقیقت نہیں رکھتا جب تک اس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں۔ کیونکہ ایمان اگر ایک باغ ہے تو اعمال صالحہ اس کی نہریں ہیں اور باغ ایمان کی سرسبزی و شادابی اور اس کے پاکیزہ و شیریں ثمرات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اعمال صالحہ کی نہروں سے اسے سیراب کیا جائے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں حقیقی امن نصیب ہوتا ہے اور جو زمانے کی دست برد سے محفوظ رہتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ کسی قسم کے گھاٹے اور نقصان میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ "وللآخرة خیرلک من الاولیٰ" کے مصداق ان کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے زیادہ خیر و برکت والا ہوتا ہے۔ وہ روشنی کے مسافر ہوتے ہیں وہ اپنا نور ساتھ لے کر چلتے ہیں بلکہ ان کا نور ان کے آگے آگے چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ماضی بھی تابناک ہوتا ہے اور حال روشن اور مستقبل روشن تر۔ یہ وہ مومنین صالحین ہوتے ہیں جو ہمیشہ حق کی نصیحت کرتے ہیں۔ امر بالمعروف ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ وہ سچائی پر نہ صرف خود قائم ہوتے ہیں بلکہ حق کی اشاعت اور تبلیغ میں اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کر دیتے ہیں چنانچہ فرمایا، "وتواصوا بالحق" اور اس میں کیا شک ہے کہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے کہ "لاالہ الا اللہ"۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس وہ اس سچائی کے ساتھ وابستہ ہو کر لوگوں کو بھی اس طرف بلاتے ہیں یعنی دعوت الی اللہ کرتے ہیں اور "وتواصوا بالصبر" کے ارشاد قرآنی کے مطابق صبر کے ساتھ اور استقلال کے ساتھ یہ دعوت دیتے ہیں اور دیتے چلے جاتے ہیں اور اس راہ میں پہنچنے والی تمام تکالیف کو محض للہ بڑے صبر اور استقامت کے ساتھ برداشت کرتے اور ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہیں۔ صرف یہی وہ لوگ ہیں جو زمانے کے خسران سے محفوظ رہنے والے ہیں اور وہ جو ان اوصاف جلیلہ کے حاملین نہیں ہیں ان کے لئے اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ زمانے کے نقصانات سے محفوظ رہیں گے۔

آیئے وقت کے اس موڑ پر چند لمحوں کے لئے رک کر پیچھے کی طرف ایک نظر ڈالیں اور اپنا اپنا محاسبہ کریں اور جائزہ لیں کہ ہم نے یہ سال کس طرح گزارا؟ اور کیا کھویا اور کیا پایا؟ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیسے کیسے انعامات و احسانات فرمائے اور اس کے بالمقابل ہم سے کیا کیا ناشکریاں ہوئیں اور کہاں کہاں ہم سے حقوق اللہ اور حقوق العباد اور حقوق النفس کی ادائیگی میں کیسی کیسی خوفناک لغزشیں اور کوتاہیاں سرزد ہوئیں۔ آیئے ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام کمزوریاں دور فرمائے۔ ہم سے عفو کا سلوک فرمائے۔ ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں اپنی مغفرت اور ستاری کی چادر میں ڈھانپ لے اور نئے سال میں ہمیں اس طور پر داخل فرمائے کہ ہماری سابقہ کوتاہیوں، لغزشوں اور گناہوں کا کوئی بد اثر ہم پر باقی نہ رہے۔ اپنے فضل سے وہ ہمیں ایمان اور اعمال صالحہ پر مضبوطی سے قائم فرما دے۔ مقبول دعوت الی اللہ کی توفیق بخشے اور تمام نیکیوں پر صبر اور استقامت سے نوازے۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

ادارہ الفضل انٹرنیشنل کی طرف سے تمام قارئین کو
نیا سال مبارک ہو

جبر کو جبر، ہلاکت کو ہلاکت لکھنا
جرم ٹھہرا ہے صداقت کو صداقت لکھنا
پھول سے صرف نظر کرکے نزاکت کہنا
سرو سے آنکھ چرا کر قد و قامت لکھنا
ہم بھی لوگوں کے لئے کوئی کرامت لکھتے
منع ہے ہم کو مگر حرف کرامت لکھنا
اس کا اسوہ ہے ہمارے لئے کامل رہبر
جس نے لکھا ہے زمانے کو برا مت لکھنا
جبر کے ڈر سے حقیقت سے جدا مت ہونا
ظلم کے خوف سے ظالم کا کہا مت لکھنا
اس طرح کہنا بھی مشکل ہے زمانے والو!
اس طرح لکھنا بھی لوگو ہے قیامت لکھنا
ہم نے یہ طنطنہ غالب سے فقط سیکھا ہے
کوچہ یار کو بھی کوئے ملامت لکھنا

(پرویز پروازی)

◆ سال نو آیا ◆

دعا کو ہاتھ اٹھاؤ، کہ سال نو آیا
سر نیاز جھکاؤ، کہ سال نو آیا
رہ وفا کو سجاؤ، کہ سال نو آیا
سحر کے گیت سناؤ، کہ سال نو آیا
نئی امنگیں، نئے حوصلے، نئے ارماں
بجھے دلوں میں جگاؤ، کہ سال نو آیا
نئے مقام، نئی منزلیں، تلاش کرو
عمل کے دیپ جلاؤ، کہ سال نو آیا
پیام صلح و محبت جہاں کو پہنچاؤ
ہاں نفرتوں کو مٹاؤ، کہ سال نو آیا
وہ لوگ بھی جنہیں ٹھکرا دیا ہو دنیا نے
انہیں گلے سے لگاؤ، کہ سال نو آیا
وہ اپنی قوم کا ہمدرد، قائد اعظم
کہیں سے ڈھونڈ کے لاؤ، کہ سال نو آیا
نظر میں جس کی سبھی ہم وطن برابر تھے
اسی کی یاد میں گاؤ، کہ سال نو آیا
اے میرے ساتھیو! معصوم و خوش ادا بچو!
روش روش کو سجاؤ کہ سال نو آیا
جہاں کہیں بھی ہو، پردیسیو! مبارک ہو
خدا کی یاد میں گاؤ، کہ سال نو آیا
یہ سال دکھ نہ کوئی لائے یہ دعا مانگو
منیرہ ہاتھ اٹھاؤ، کہ سال نو آیا

(سیدہ منیرہ ظہور)

شعبہ اخلاق کا بہترین حصہ

عاجزی ـــ اور ـــ انکساری

(محمود مجیب اصغر)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ مارچ ۱۹۹۴ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حیرت انگیز تعلیم کے حصے کو اپنانے کی تحریک فرمائی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:- "سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو"

یہ خلق عاجزی اور انکساری کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شعبہ اخلاق کا بہترین حصہ قرار دیا ہے۔

قرآن کریم پر غور کرنے سے انسان کی اصلیت کا ان الفاظ میں ذکر ملتا ہے:

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ۝ (سورہ یٰسٓ : ۷۸)

ترجمہ: کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو ایک حقیر قطرہ سے پیدا کیا ہے۔ پھر جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اچانک سخت جھگڑالو بن جاتا ہے۔

یہود کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرماتا ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۚ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۝ (البقرہ : ۷۵)

ترجمہ: اس کے بعد پھر تمہارے دل سخت ہو گئے چنانچہ وہ پتھروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور پتھروں میں سے تو یقیناً بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے دریا بہتے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے معافی مانگتے ہوئے گر جاتے ہیں اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

یہاں گویا (۱) متکبر بخیل (۲) سخت دل لیکن بنی نوع انسان کے خیر خواہ (۳) منکسر المزاج، تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔

قرآن کریم میں منکسر المزاج لوگوں کی صفات کا ذکر ملتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۝ (الفرقان : ۶۴)

ترجمہ: اور رحمان خدا کے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا:

"الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون" (المومنون : ۳)

ترجمہ: وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔

ان دو آیات کو ملا کر پڑھیں تو گویا بنی نوع انسان کے ساتھ معاملات میں بھی وہ عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملات میں بھی وہ عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔

اور یہی وہ خلق عظیم ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے عاجز بندے اختیار کریں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خلق کی افادیت ان الفاظ میں بیان فرمائی:

اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ

(کنزالعمال جلد ۲ صـ ۲۵)

جب اللہ کا ایک بندہ اپنے مقام عبودیت کو پہچان کر انکسار اور عجز کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان تک اٹھا کر لے جاتا ہے اور عزت کے بلند مقام پر فائز کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی جو حالت تھی اس کے بارہ میں آپؐ نے فرمایا:

"انا سید ولد آدم ولا فخر"

کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کا شروع سے آخر تک سب کا سردار بنایا ہے لیکن میں اس بات پر فخر نہیں کرتا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

آپؐ کی عملی زندگی میں اس کی کئی مثالیں تاریخ نے محفوظ کی ہیں چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب آپؐ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپؐ کی یہ کیفیت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء اور اس کی شان کبریائی اور اس کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ جس سواری پر سوار تھے اس پر آپ کا سر جھکنا شروع ہوا اور جھکتا چلا گیا یہاں تک کہ آپ کی پیشانی کاٹھی کے ساتھ لگ گئی۔ اور یہ آپؐ کے اس خلق عظیم کی وجہ سے تھا ورنہ دنیا کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں کوئی فاتح اس شان میں کبھی مفتوح علاقوں میں داخل نہیں ہوا۔

مولانا شبلی نے سیرت النبیؐ حصہ دوم میں ایک روایت لکھی ہے۔ تواضع اور خاکساری کی راہ سے اکثر معمولی کپڑے استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو خیال تھا کہ جمعہ و عیدین میں یا سفراء کے ورود کے موقع پر آپ شان و تجمل کے کپڑے زیب تن فرمائیں۔ اتفاق سے ایک بار راستہ میں ایک ریشمی کپڑا بک رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کپڑا حضور خرید لیں اور جمعہ میں اور سفراء کی آمد پر ملبوس فرمائیں۔ ارشاد فرمایا کہ "یہ وہ پہنے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں"۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا وہ کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتی تھی۔ دوڑ میں سب سے آگے رہتی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان آیا اس کی اونٹنی دوڑ میں سب سے آگے نکل گئی۔ مسلمانوں کو اس کا بہت افسوس ہوا کہ ایک دیہاتی کی اونٹنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے آگے بڑھ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے اس افسوس کو بھانپ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتا ہے۔

(بخاری کتاب الجہاد باب ناقۃ النبیؐ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو، وہ خوبصورت لگے۔ آپ نے فرمایا یہ تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے، لوگوں کو ذلیل سمجھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ)

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خلق کو خوب سمجھتے تھے اس کا اظہار آپؑ اپنے شعر میں یوں فرماتے ہیں ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی کا اظہار ان الفاظ میں ہوا:

تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں

(تذکرہ)

اپنے ایک خط میں جو آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو تحریر فرمایا، تواضع اور انکساری کو سب سے افضل خلق قرار دیتے ہیں۔ فرمایا:

"میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکساری اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے۔ ویسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں"۔

(حیات احمد مؤلفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صـ ۲۰۳)

کشتی نوح میں آپ نے اپنے احباب کے لئے تعلیم رقم فرمائی اس میں بھی اس کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا"۔

(کشتی نوح)

آپ کے مقدس خلفاء بھی مسلسل یہی تعلیم دیتے آ رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"جو ذمہ داری ہے جس کی طرف میں بار بار توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فخر پیدا نہ ہو، غرور پیدا نہ ہو، تکبر پیدا نہ ہو۔ سر ہمیشہ زمین کی طرف جھکے رہیں تا کہ وہ حدیث ہمارے حق میں پوری ہو جس میں کہا گیا ہے کہ جب خدا کا ایک مخلص بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے اور تواضع کی راہوں پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک اس کی رفعتوں کا سامان کر دیتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۴ء)

نیز فرمایا:

"عاجزانہ راہوں کو مضبوطی سے پکڑو، صراط مستقیم پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ، عاجزانہ طور پر اس کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرتے رہو۔ کسی سے دشمنی نہ کرو خواہ وہ ساری عمر تم سے دشمنی کرتا رہا ہو۔ معاف کرنے کی عادت ڈالو۔ خدا کے بندوں سے پیار کرو۔ جو مظلوم ہیں ان کے ظلم دور کرنے کی جہاں تک تمہیں طاقت ہے کوشش کرو۔ جو حقوق سے محروم ہیں ان کے حقوق دلانے کی سعی کرو۔ خدا کے ہو جاؤ اسی کی طاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ کر اپنی زندگی کے دن گزارو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ کچھ دے گا کہ قیامت تک تمہاری نسلیں تم پر فخر کریں گی"۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۰ء)

انسان پر جوں جوں ذمہ داری بڑھتی ہے اس میں یہ خلق عظیم خود بخود جلوہ گر ہونا شروع ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انتخاب خلافت کے بعد جو خطاب فرمایا اس کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے جو آپ کے اس خلق عظیم کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ فرمایا:-

"یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے، اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آ جاتا ہے:

"اللھم لا لی ولا علی"

یہ درست ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ اس میں کوئی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے کسی کے سامنے جواب دہ ہوں نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جواب دہ ہوں لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہ راست اپنے رب کے حضور جواب دہ ہوں .... اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

AUTO REPAIRS
ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES
FOR FURTHER INFORMATION CALL
NASEER AHMAD KHALID
ON:
(081) 789 1913

عرب اخبارات میں مسجد بیت الرحمٰن (امریکہ) کا ذکر خیر

متحدہ عرب امارات کے دو اخبارات "الاتحاد" اور "الخلیج" نے اپنے ۱۳ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ (۱۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء) کے شماروں میں میری لینڈ امریکہ میں "مسجد بیت الرحمٰن" کے افتتاح کی خبر شائع کی ہے۔ دونوں اخبارات میں شائع شدہ اس خبر کے الفاظ ایک ہی ہیں کہ اس مسجد پر اتنا روپیہ خرچ آیا، اس ڈیزائن کی ہے اور یہ کہ اس میں سیٹلائٹ سٹیشن ہے اور دو زبانوں انگریزی اور سپینش میں وہاں ترجمہ کی سہولیات مہیا ہیں جہاں سے براعظم امریکہ اور دیگر علاقوں میں تبلیغ اسلام ہوگی۔ نیز یہ کہ امریکی کانگرس کے ممبر نے بھی تقریب افتتاح میں شرکت کی اور اپنے حلقہ انتخاب میں اس مسجد کی تعمیر کو مرحبا کہا۔ اس مسجد میں پانچ ہزار سے بھی زائد افراد نے نماز جمعہ ادا کی۔

مگر خبر پڑھنے والے کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس مسجد کو کس نے تعمیر کروایا ہے؟ کیا امریکی حکومت نے اسے تعمیر کروایا ہے یا خلیج کی کسی عرب ریاست نے؟ اگر یہ بات ہوتی تو ضرور دونوں اخبار اس حکومت یا ریاست کی تعریفیں کرتے کہ کیسا کار خیر کیا ہے۔ اور ایسا کرنے والے بادشاہ یا صدر کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے۔ ایک انسان اس بات پر حیران ہوتا ہے کہ مسجد کی عمارت کے بارہ میں تفاصیل دینا اور کانگرس کے ممبر کی شرکت کا ذکر زیادہ اہم تھا یا اس بیت الرحمٰن کو تعمیر کروانے والوں کا ذکر خواہ ان کو دعا ہی دے دی جاتی۔ یہ حیرت اسی وقت دور ہو جاتی ہے جب پتہ لگتا ہے کہ اس مسجد کو بنانے والے کون ہیں۔

اور یہ کون ہیں جو وہاں خدمت اسلام کر رہے ہیں۔ خدائے رحمان کے فضل اور توفیق سے اس مسجد کو بنانے والے عالمگیر جماعت احمدیہ مسلمہ کے وہ ممبر ہیں جو امریکہ میں آباد ہیں۔ اس سے قبل مذکورہ دونوں اخبارات جماعت احمدیہ کے خلاف سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی خبریں اور مضامین شائع کر کے "اپنا فریضہ" ادا کر چکے ہیں۔ انہوں نے خواہ جہالت سے یا لاعلمی سے جماعت کے خلاف نہایت جھوٹے اور گندے الزامات شائع کئے مگر اس امر کے لئے ذرہ بھر کوشش نہیں کی کہ دیکھیں کہ ایسی خبریں یا الزامات کس حد تک درست ہیں۔ اب جب ان کو پتہ چلا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ ہے جس نے "نشر اسلام" کے لئے مسجد بیت الرحمٰن کو تعمیر کیا ہے تو انہوں نے جماعت کا نام خبر میں بیان کرنے سے گریز کیا تا کہ جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام کا کسی کو پتہ نہ لگ جائے اور کہیں ان اخبارات کے سابقہ کردار یعنی باطل کو پھیلانے میں اور اس صحیح خبر میں کوئی تعارض نہ ہو جائے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اصل وجہ کیا ہوئی، وہی حقائق اور اسرار کا صحیح علم رکھتا ہے۔ مگر اب یہ خبر تو اس طرح شائع ہو گئی ہے اور اللہ نے ان کی زبانوں سے حق اگلوا دیا ہے اور انہوں نے خود اپنی زبانوں سے یہ اعتراف اور اعلان کیا ہے کہ یہ مسجد بیت الرحمٰن، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، لاطینی امریکہ اور دنیا کے دیگر خطوں میں "اشاعت اسلام" کے لئے تعمیر ہوئی ہے اور اس کے تعمیر کرنے والے بلاشک مخلص مسلمان ہیں۔ الحمد للہ۔

غنی، کریم، غفور الرحیم، نکتہ نواز
وہ نکتہ گیر بھی ہے احتیاط کرتے رہو
یہ نقد جان ہے قربان نور کے صدقے
فقیر در کو بھی خیرات حسن کرتے رہو
دعا کا ہاتھ سدا ہو عمل کے شانے پر
پھر اس کے بعد خدا کے بھروسے چلتے رہو
ہمیں تو یہ بھی نہیں علم اس سے کیا مانگیں
یہ فیصلہ ہے ہمہ وقت حمد کرتے رہو
اگرچہ اس نے خود اپنے پہ رحم فرض کیا
وہ بے نیاز ہے ہر وقت اس سے ڈرتے رہو
ہیں کامیاب اگر تو اسی کا فضل ہے یہ
کمال عجز سے قادر کے در پہ جھکتے رہو
قدم قدم پہ جہاں میں ہیں پرکشش منظر
اس خار زار سے دامن بچا کے چلتے رہو
ابھی جو پانی ہے پایاب سر سے گزرے گا
نہ آئے نوحؑ کا طوفان توبہ کرتے رہو
یہ عیب مرض ہے جاں لے کے بھی نہیں ٹلتا
نفس کے بخل سے کبر و ریا سے بچتے رہو
وہ کام ہو کہ خدا کا جمال ظاہر ہو
قبول کر لے وہ مالک دعائیں کرتے رہو

(امۃ الباری ناصر)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۳ دسمبر بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ سے قبل مکرمہ شاہدہ ریاض ملک صاحبہ (لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

اس کے ساتھ ہی مکرم ماسٹر انور حسین صاحب ابڑو شہید، انور آباد، ضلع لاڑکانہ پاکستان، مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد شفیع صاحب ربوہ اور مکرم سرفراز احمد عباسی صاحب واشنگٹن امریکہ کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۲۸ اگست ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو مسلمان ملاں مولوی وغیرہ، دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ دونوں اس مخالفت میں اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں۔ آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ انگریزوں وغیرہ کے متعلق اسطرح سے تھا کہ ان میں بہت سے لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے اور ملا مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ ان میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہو گئی ہے"۔

(ملفوظات جلد اول صہ ۵۳۸)

بقیہ مختصرات

جس کا مطلب ہے کہ دوائیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسموں میں اعجاز بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان سے ہم صحیح فائدہ اٹھا سکیں تو ہر جسم میں، انسانی زندگی کے اندر ہر شکل میں، اپنی ضرورت کے مطابق ہر قسم کے سامان مہیا ہیں۔ ان کو استعمال میں کیسے لانا ہے۔ یہ اب اصل چیلنج ہے اور ہومیو پیتھی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ چیلنج زیادہ آسانی سے حل ہو جاتے ہیں"۔

بدھ، جمعرات ۱۴، ۱۵ دسمبر ۱۹۹۴ء:

پروگرام کے مطابق دونوں دن "ترجمۃ القرآن" کی ستائیسویں اور اٹھائیسویں کلاس ہوئی۔ جس میں علی الترتیب پہلے دن سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۵ تا ۲۴۶ اور دوسرے دن آیت ۲۴۷ تا ۲۵۴ کا ترجمہ و معانی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے۔

جمعۃ المبارک ۱۶ دسمبر ۱۹۹۴ء:

آج کے پروگرام "ملاقات" میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ سوالات یہ تھے۔

(۱) اگر کوئی شخص اسلام کو پوری طرح مانتا ہے، قرآن کریم پر عمل کرتا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والا ہے۔ تو پھر کیا اس کا ایمان اسی سے مکمل نہیں ہو جاتا؟ ایسے شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظلی نبی ہیں لیکن اس سے پہلے حضرت موسیٰ کے بعد آنے والوں نے اپنے آپ کو کبھی ظلی نبی نہیں کہا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ (۳) رمضان المبارک کے روزوں کی تو نیت باندھی جاتی ہے کیا نفلی روزوں کی بھی نیت باندھی جاتی ہے؟ (۴) شریعت اسلامیہ میں عام طور پر اپنے گناہوں کا دوسرے کے سامنے اعلان کرنے کا طریق نہیں جیسے کیتھولکس میں ہے۔ مگر بیعت کے الفاظ میں "واعترفت بذنبی" کہہ کر گناہوں کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ (۵) دیگر مذاہب کی کتابوں میں "جن" کا ذکر نہیں ملتا۔ مگر قرآن کریم میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ (۶) لائف انشورنس کے متعلق اسلامی نظریہ کیا ہے؟ نیز باقی ہر قسم کی انشورنس ہیں ان کے بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے؟ (۷) "صحاح ستہ" کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحیح بخاری کی تمام احادیث صحیح اور سچی ہیں؟ (۸) کیا "شہید" اسلامی اصطلاح ہے۔ ہندوستان میں ہر فوت ہونے والے ہندو کے ساتھ بھی یہ لفظ لگائے جاتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟ (۹) اس دنیا میں جو خاندان ہیں کیا اگلے جہان میں بھی وہ خاندان کے افراد کے ساتھ اکٹھے ہوں گے؟ (۱۰) دجالی قوموں کی تباہی کی پیش گوئیاں ہیں اور اس کی وجوہات بھی ہیں۔ لیکن کائنات کے بہت سے راز یہ قومیں کھول رہی ہیں اور انسانیت کے لئے فائدہ مند ہیں۔ اسلام کی صداقت اور پیش گوئیوں کا ثبوت بھی پیش کر رہی ہیں تو کیا یہ سب ہلاک ہو جائیں گی؟ (۱۱) آج کل پاکستان کے حالات میں تیزی سے تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ اس پر کچھ روشنی ڈالیں؟ (۱۲) حضور انور نے ۱۹۹۰ء میں اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ باقی مغربی اقوام جو یہ سمجھتی ہیں کہ روس ختم ہو گیا ہے یہ غلط ہے لیکن اس وقت وہاں جو حالات ہو رہے ہیں مثلاً چیچنیا میں تو اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ (۱۳) اسلام میں جائز ضرورت اور عدل کی شرط کے ساتھ ایک سے زائد بیویاں کرنے کی اجازت ہے لیکن بعض ممالک میں اس کی اجازت نہیں تو ایسے ممالک میں اس صورت میں کیا طریق عمل ہونا چاہئے؟ (۱۴) جمعہ میں حضور انور عام طور پر "سورہ اعلیٰ" اور "سورہ الغاشیہ" کی ہی تلاوت فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ (۱۵) کیا حضرت آدمؑ زمینی جنت کے ہی ایک حصہ میں رہے تھے؟

(یہ ساری مجلس سوال و جواب اردو میں منعقد ہوئی) (ع ۔ م ۔ ر)

خطبہ جمعہ

غیبت سے کلیۃً اجتناب کریں اور اس کا ایک طریقہ اپنے محبت کے دائرے کو وسیع کرنا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء مطابق ۱۸ نبوت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑬ (سورہ الحجرات: ۱۳)

آج کے خطبے کے لئے میں نے جس آیت کریمہ کا عنوان باندھا ہے یہ سورہ الحجرات سے لی گئی ہے اور اس کی تیرھویں آیت ہے۔ اس میں بعض امور کے علاوہ خصوصیت سے غیبت کے متعلق مسلمانوں کو جو مومنوں کے معاشرے کو متنبہ کیا گیا ہے اور ایسے الفاظ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی انسان اس کے پیغام کی حقیقت کو سمجھ لے تو غیبت کا تصور بھی اس کے قریب نہ پھٹکے۔ لیکن جس رنگ میں یہ ذکر فرمایا گیا ہے اس میں یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اس مکروہ چیز کا شوق تم لوگوں میں اتنا پایا جاتا ہے کہ گویا اسے جانتے بوجھتے ہوئے بھی تم بے اختیار اس کی طرف کھچے چلے جاؤ گے یا کھچے چلے جاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اول "کثیراً من الظن" سے یعنی اندازے لگانے سے اجتناب کیا کرو اور بہت زیادہ عادت جو ہے تخمینوں کی کہ یہ ہوا ہو گا اور یہ ہوا ہو گا یہ ایک ایسی مہلک عادت ہے کہ ان اندازوں میں سے بعض یقیناً گناہ ہوتے ہیں پس تم ایک ایسے میدان میں پھرتے ہو جس میدان میں خطرناک گڑھے ہیں یا جنگل کے درندے ہیں تم سمجھتے ہو کہ تم دیکھ بھال کر قدم اٹھا رہے ہو مگر جو ایسے خطرے مول لیتا ہے یقیناً اس کا پاؤں کہیں نہ کہیں رپٹ جاتا ہے، غلطی سے کسی گڑھے میں پڑ جاتا ہے یا کسی درندے کے چھپنے کی جگہ کے قریب سے گزرتا ہے اور اسے حملے کی دعوت دیتا ہے تو مراد یہ ہے کہ ہر ظن گناہ نہیں ہے یہ درست ہے۔ بعض ظن جو درست ہوں، حقیقت پر مبنی ہوں وہ خدا کے نزدیک گناہ نہیں لیکن ظن کرنے کی عادت خطرناک ہے اور اس کے نتیجے میں ہرگز بعید نہیں کہ تم سے بڑے گناہ سرزد ہوں۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ تجسس بھی نہ کیا کرو۔ ظن کا جو تعلق ہے وہ تجسس سے بہت گہرا ہے۔ جب انسان کو یہ شوق ہو کہ کسی کی کوئی کمزوری معلوم کرے تو اس وقت جو ظن ہیں وہ زیادہ گناہ کے قریب ہوتے ہیں کیونکہ انسان اپنے بھائی یا اپنی بہن میں بدی ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ اور تجسس کی عادت اگر ظن کی عادت کے ساتھ مل جائے تو بہت بڑا احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ شخص گنہگار ہو گا۔ پس اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ فرما دیا۔ "ولا یغتب بعضکم بعضا" اور کوئی تم میں سے کسی دوسرے شخص کی غیبت نہ کرے یعنی اس کی غیوبت میں، اس کی عدم موجودگی میں اس پر تبصرے نہ کیا کرے۔ اب یہ پہلا جو مضمون بیان ہو رہا ہے اس کا آخری طبعی نتیجہ ہے۔ جو شخص ظن کی عادت رکھتا ہے جلدی سے نتائج نکالتا ہے کہ یہ ہوا ہو گا اور جو شخص تجسس کی عادت رکھتا ہے وہ اپنے ظن کو گناہ کے قریب تر پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ تجسس کا مطلب ہے اسے شوق ہے کچھ معلوم کرنے کا۔ اس لئے بے وجہ ظن نہیں کر رہا، یونہی اتفاقاً ظن نہیں کر رہا بلکہ کسی خاص مقصد کی تلاش میں اس کا ظن ہے اور ایسے موقع پر وہ نتیجہ نکالنا جو غلط ہے اور محض اپنے تجسس کے شوق میں اس نے نکالا ہے یہ ایک طبعی بات ہے یعنی ایسا احتمال بہت بڑھ جاتا ہے۔

تیسری صورت میں جب تجسس کرتا ہے تو کیوں کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اس کو اپنے بھائی یا بہن سے کوئی دبی ہوئی مخفی نفرت ہوتی ہے۔ وہ پسند نہیں ہوتا اور غیبت اسی کی کی جاتی ہے جو پسند نہ ہو۔ کبھی آپ نہیں دیکھیں گے کہ ماں باپ بیٹھ کر بچوں کی غیبت کر رہے ہیں یا بچے بیٹھ کر ماں باپ کی غیبت کر رہے ہیں اگر ایسا ہو تو بنیادی طور پر ان کے تعلقات کے نظام میں کوئی ایسا رخنہ ہے جسے پاگل پن کہا جا سکتا ہے۔ مگر غیبت اور کسی شخص سے پرخاش رکھنا، کوئی اس کے متعلق حسد کا پیدا ہونا اس قسم کے محرکات ہیں جو تجسس کی پہلے عادت ڈالتے ہیں اور پھر جب تجسس ان کے سامنے کوئی تصورات پیش کرتا ہے، حقائق نہیں بلکہ وہ ظن جو ان کی عادت میں داخل ہے تجسس کے نتیجے میں اندازے لگاتا ہے کہ ہم یہاں تک تو پہنچ گئے ہیں اندر کمرے میں جا کر تو نہیں دیکھا مگر صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ ہو رہا ہو گا۔ اور چونکہ بدنیتی سے ہی اس سفر کا آغاز ہے اس لئے جو بھی ماحصل ہے وہ یقینی ہو یا غیر یقینی ہو وہ اسے آگے مجالس میں بیان کرتے اور اس کے چسکے لیتے ہیں۔ یہ ایک پورا نفسیاتی سفر ہے جو غیبت کرنے والا اختیار کرتا ہے۔ جس کو قرآن کریم نے سلسلہ بہ سلسلہ اسی طرح بیان فرمایا جیسے انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے لیکن غیبت کی صرف یہ وجہ نہیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے سوا اور کوئی غیبت نہیں ہے۔

غیبت بغیر تجسس کے بھی پیدا ہوتی ہے۔ غیبت ایک شخص کی بدی جو کھل کر اس کے سامنے آئی ہے اور تجسس کے نتیجے میں نہیں اس کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس میں دور کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے ان لوگوں کو پہنچانا جو اس کو سن کر اس شخص سے اور دور ہٹ جائیں گے اور اس کی اس شخص سے دشمنی میں اس کے طرف دار ہو جائیں گے۔ یہ نیت بھی ہوتی ہے اور بعض دفعہ حقائق پر مبنی غیبتیں بھی کی جاتی ہیں اور ہر نیت کا ٹیڑھا ہونا لازم ہے ورنہ یہ گناہ نہیں ہے۔

ایک موقع پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے کسی کے سامنے کسی شخص کی بات بیان کی اور ان کو یہ شک گزرا کہ نعوذ باللہ من ذالک غیبت تو نہیں ہو رہی۔ وہ شخص موجود نہیں تھا۔ مگر وہ جن کو منصب عطا ہوتا ہے۔ بعض ذمہ داریاں عطا ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ اپنے تبصرے کو بعض دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور مقصد یہ نہیں ہوتا کہ نعوذ باللہ ان سننے والوں کے درمیان کوئی نفرت کی خلیج پیدا کریں یا دوریاں پیدا کریں بلکہ ایک قسم کی نصیحت ہوتی ہے۔ ایک مثال کو پیش کرتے ہوئے کہ دیکھو یہ ناپسندیدہ فعل تھا تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے اور اس سے زیادہ چونکہ نیت میں کوئی رخنہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ کے حضور اسے ہرگز غیبت شمار نہیں کیا جائے گا۔ نہ کبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غیبت فرمائی۔ پس غیبت کے موضوع پر مختلف احادیث پر نظر رکھ کر جو قطعی نتیجہ نکلتا ہے وہ یہی ہے کہ اس نیت سے خواہ برائی تلاش کی جائے یا برائی اتفاقاً نظر کے سامنے آ جائے اور پھر اس نیت سے ان باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے کہ جس کے متعلق بیان کیا جا رہا ہے اس پر بیان کرنے والے کو ایک قسم کی فوقیت مل جائے کہ دیکھو میں اس بات سے بلند ہوں اور نیت یہ ہو دیکھو یہ آدمی کیسا ذلیل ہے اور گھٹیا ہے اور اسکے ساتھ اس بات کا خوف بھی دامن گیر ہو کہ یہ بات اس شخص تک نہ پہنچ جائے۔ یہ خوف دامن گیر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ چھپ کر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ جب موجود نہیں ہے پیچھے سے ایسا وار کرنا چاہتا ہے کہ جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔ اگر یہ نیت ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی مثال دیتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے:

"ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ"

کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ تم تو کراہت کرنے لگے ہو دیکھو دیکھو! تم تو یہ بات سنتے سنتے ہی سخت کراہت محسوس کر رہے ہو اب کیسی کراہت جبکہ عملاً اپنی زندگی میں تم نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ جب اپنے بھائی یا اپنی بہن یعنی مومن کے تعلقات کی بات ہو رہی ہے، سگے بھائی یا بہن کی بات نہیں، ان کے

خلاف جب تم باتیں کرتے ہو تو مردے کا گوشت کھانے والی بات ہے لیکن کراہت کے ساتھ نہیں چسکے لے لے کر۔ تو مثال تو ایک ہی ہے۔ ایک جگہ تم چسکے لیتے ہو ایک جگہ کراہت محسوس کرتے ہو۔ یہ تمہاری زندگی کا تضاد ہے جو درست نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں کو ایک ہی پیمانے سے جانچنا چاہئے۔ اس نصیحت اور اس مثال کے بعد پھر بھی انسان غیبت میں مزے اٹھاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بعض باتوں کی کراہت کو جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ وہ مثال سنتا ہے ایمان لے آتا ہے اللہ نے فرمایا ٹھیک ہی ہو گا لیکن جہاں تک وہ سوچتا ہے میری ذات کا تعلق ہے مجھے تو مزہ آ رہا ہے۔ مجھے تو بھائی کے گوشت والی کراہت اس میں ذرا محسوس نہیں ہو رہی جس کا مطلب ہے اس کا تناظر بدل گیا ہے۔ وہ جس پہلو، جس زاویے سے چیزوں کو دیکھ رہا ہے وہ خدا کا پہلو نہیں ہے، خدا کا زاویہ نہیں ہے۔ پس بیماری محض گناہ کی بیماری نہیں ہے ایک گہرا رخنہ ہے مزاج میں اور ذوق میں۔ اور اس کی اصلاح نسبتاً زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ اگر ایک انسان گناہ سمجھتے ہوئے اس کی بدیوں سے واقف ہوتے ہوئے وقتی طور پر گناہ کے بعض پہلوؤں سے متاثر ہو جائے جن میں کشمکش بھی پائی جاتی ہے تو ایسا شخص بار بار توبہ کرتا ہے اور سنبھلتا ہے مگر غیبت کرنے والوں میں میں نے یہ چیز نہیں دیکھی۔

تجسّس کی عادت اگر ظن کی عادت کے ساتھ شامل ہو جائے تو بہت بڑا احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ شخص گنہگار ہو گا

لوگ بسا اوقات مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں ہم سے ایک جرم ہو گیا، فلاں غلطی ہو گئی۔ بعض دفعہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں بعض دفعہ اشارۃً بات کرتے ہیں جو سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ مگر مجھے یہ یاد نہیں کہ کسی نے کہا ہو کہ مجھ سے غیبت ہو گئی تھی اللہ معاف کرے بڑا گند کیا ہے میں نے، اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھا بیٹھا ہوں اور اب مجھے کراہت اور متلی ہو رہی ہے۔ خدا کے لئے دعا کریں اللہ اس بد نتیجے سے محفوظ رکھے۔ کبھی آپ میں سے کسی کے ساتھ ایسا اتفاق ہوا ہو تو مجھے بتائے میرے ساتھ نہیں ہوا۔ یہ مطلب ہے میرا کہ ذوق بدل چکے ہیں۔ جہاں ذوق بدل جائیں وہاں گناہ کی نحوست کا احساس نہیں رہتا اور ایک ایسا شخص نصیحت سن کر بار بار وہی ٹھوکر کھاتا ہے۔ لیکن اگر وہ خود اپنے آپ کو اس بھائی کی جگہ رکھے جس کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ پھر شاید وہ اس بات کو بہتر سمجھتا ہو اور اس شرمندگی کو یاد کرے جب ایسا شخص جس کی غیبت ہو رہی ہے اچانک کمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیسے کھسیانی ہنسی ہنستے ہیں وہ سارے مجلس والے، کیسے پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کا تاثر غلط ثابت کرنے کے لئے پھر جھوٹ بولنے لگ جاتے ہیں۔ ہم تو یہ کہہ رہے تھے، ہم تو وہ کہہ رہے تھے اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو پھر آپس میں خوب ہنستے ہیں اور شرمندگی کی ہنسی کہ ہم سے آج خوب ہوا جس کی باتیں کر رہے تھے وہی پہنچ گیا۔ یہ سب جرم کی نشانیاں ہیں۔ ان کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جرم کر رہے تھے ورنہ یہ حرکتیں نہ ہوتیں۔ بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی کے متعلق بات کر رہا ہے مگر نیت اور ہے پاک نیت سے سمجھانے کی خاطر کر رہا ہے۔ وہ پیچھے بیٹھا سن رہا ہے، علم میں بھی آ جائے تو خجالت نہیں ہوتی بلکہ انسان چونکہ اچھے رنگ میں، نیک نیت سے بات کر رہا ہے اس کو شرمندگی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں مگر یہ بات واقعہ ہے درست ہے۔ اور اس چیز کا قطعی یقین کہ یہ بات اس وقت نیت میں گناہ نہیں ہوتا یا اس وقت وہ غیبت نہیں کر رہا ہوتا یہ بات درست ہے آسانی سے مل جاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے دفاع میں کچھ نہیں ایسی بات کہہ سکتا جو اس کے بیان کو غلط کہے اور چونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے تعلق مجھ سے درست ہیں اور نیت بگڑی ہوئی نہیں ہے اس لئے اس کے نتیجے میں نفرت اور دوری بھی پیدا نہیں ہوتی۔

پس دو طرح سے غیبت کا احتمال ہے۔ ایک ہے بدنیتی کے ساتھ حملہ کرنے کی خاطر، جھوٹی بات کرنا ایک سچی بات کو بدنیتی سے دشمنی کے نتیجے میں پھیلانا۔ جو جھوٹی بات ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک ظن ہے ظن کے پردے میں شک کا فائدہ اپنے لئے اٹھاتے ہوئے کہ شاید سچ ہو اس لئے میں جھوٹ نہیں بول رہا یہ حصہ ہے جو غیبت سے زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ جو واضح جھوٹ بولا جا رہا ہے اسے غیبت نہیں کہتے اس کا کچھ اور نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مسلم کتاب البر میں یہ درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ کے پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہو گی۔ آپ نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کا تم نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی نہیں جاتی تو یہ بہتان ہے، جو اس سے بڑا گناہ ہے۔ بہتان تراشی معصوم پر تو ایسا سخت گناہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کی بہت سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ تو دونوں صورتوں میں جواز کوئی نہیں رہتا۔ اگر سچ ہے تو غیبت ہے۔ جھوٹ ہے تو بہتان ہے، اس سے بھی زیادہ بڑا گند۔ اگر سچ ہے تو غیبت ہے ان معنوں میں کہ بھائی مر چکا اور مرے ہوئے بھائی کو ڈیفینس کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں اس پر حملہ کیا گیا گویا اس کا گوشت کھایا گیا اور اس کے مزے اڑائے گئے۔ اور بہتان کا مطلب ہے کسی کو قتل کر دینا یعنی روحانی دنیا میں بہتان قتل کے مشابہ ہے تو یہ تو Murder کا گناہ ہے جو مرے ہوئے کے گوشت کھانے سے زیادہ مکروہ تو نہیں مگر زیادہ بڑا ظلم ضرور ہے اور زیادہ قابل مؤاخذہ ہے۔

پس کوئی بھی بہانہ بنایا جائے اگر غیبت کرتے ہیں اور چسکا پڑتا ہے اس کے لطف اٹھائے جاتے ہیں اور اپنے کسی بھائی کو کم نظر سے دیکھا جا رہا ہے، اس کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے، اس کو ذلیل کیا جا رہا ہے اور ایسی باتیں کی جا رہی ہیں کہ جب وہ آ جائے تو زبانیں گنگ ہو جائیں اور مجال نہیں کسی کی کہ وہ باتیں ان کے سامنے بیان کر سکے تو یہ ساری غیبت ہے۔ غیبت میں تھوڑی اور کم اور زیادہ کے بہت فرق ہیں، بڑی منازل ہیں۔ بعض دفعہ غیبت ہی ہوتی ہے مگر نیتوں میں چونکہ فتور نہیں ہوتا اس رنگ میں بات کی جاتی ہے کہ سننے والے سارے جس شخص کے متعلق بات ہو رہی ہے اس سے دور نہیں ہٹتے وہ بات سن کر بلکہ ان سب کا قدرتی، طبعی اپنا نتیجہ یہ ہوتا ہے وہ خبر نہیں ہوتی بلکہ ایک تبصرہ ہے جس میں وہ مجلس شریک ہے۔ وہ تبصرہ اور اس خبر میں ایک فرق ہے حالانکہ دونوں غیبت کے قریب قریب ہیں۔ اس لئے یہ مضمون باریک بھی ہے اور منتشر بھی ہے لیکن جہاں تک معاشرے کی اقدار کی حفاظت کا تعلق ہے یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ اس کو اگر آپ نے نہ سمجھا اور اس کا حق ادا نہ کیا تو بارہا آپ نفرتوں کا بیج بونے کے ذمہ دار ہونگے۔ بارہا اپنے معصوم بھائیوں کے ساتھ منافقانہ تعلق رکھ رکھ کر آپ ایک منافق انسان بن جائیں گے۔ اور منافقت جب ایک جگہ پیدا ہو جائے تو دوسری جگہ بھی اس کے پیدا ہونے کے احتمال پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو شخص عادتاً منافق ہو جائے، عادتاً منافق بنانے کے لئے غیبت اس کا سب سے بڑا مددگار ہو جاتی ہے، عادتاً منافق ہو جائے یعنی کسی کے متعلق باتیں کرنا پیٹھ پیچھے اور اس کے سامنے ایسا تاثر پیدا کرنا کہ گویا وہ جو باتیں کہہ رہا تھا اس کے برعکس اس کے متعلق اندازے رکھتا ہے۔ نظریات و تعلقات اس سے بالکل مختلف ہیں یہ منافقت ہے۔ اور منافقت اگر انسانوں میں پیدا ہوتی ہے تو وہ پھر رفتہ رفتہ دین میں بھی داخل ہوتی ہے۔ منافقت نظام جماعت میں بھی پیدا ہوتی ہے اور اپنے صدر، اپنے قائد، اپنے زعیم، اپنے امیر، اپنے دوسرے عہدیداروں سے بھی پھر یہ منافقانہ سلوک شروع ہو جاتا ہے اور وہ غیبت جو فرد کی ہوتی تھی وہ نظام کی بن جاتی ہے۔ اور نظام کی غیبت اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کے کام کرنے کی طبیعتیں اچاٹ ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ غیبت جب ان کی کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں اچھا پھر یہ دین ہے تو ہم الگ ہو جاتے ہیں۔ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں اور اس کے ذمہ دار وہ ظالم ہیں جو پہلے افراد کی غیبت پر جرات کرتے ہیں، بے باکی دکھاتے ہیں۔ پھر طبعی طور پر ان کے اندر منافقت پیدا ہوتی ہے اور منافقانہ رنگ میں وہ جماعت پر بھی حملے کرتے ہیں اور نظام جماعت چلانے والے ذمہ دار افسران پر بھی حملے کرتے ہیں۔ اور ہر جگہ آپ یہ قدر مشترک دیکھیں گے کہ نفرت پہلے ہے اور غیبت بعد میں ہے۔ محبت اور غیبت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ پیار اور خلوص کا تعلق اور غیبت کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔

پس کئی طرح سے ہم غیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان میں ایک یہ مثبت طریق ہے کہ اپنے تعلقات کو دوسروں سے محبت کے رشتوں سے استوار کریں اور نظام جماعت سے بھی محبت پیدا کریں اور جو نظام جماعت چلانے والے ہیں ان سے بھی ادب اور محبت کا رشتہ باندھیں یہ

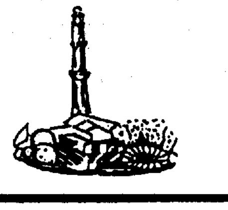
اکمل
کی مٹھائیوں کی تو
بات ہی کچھ اور ہے ۔
AKMAL SWEET CENTER & FAST FOOD
ELBESTR. 22 · TEL. (0 69) 23 31 80 / 23 48 47
60329 FRANKFURT AM MAIN

سوچ کر کہ ہم تو آزاد ہیں بہت سا ہمارا اپنا وقت اپنے ذاتی معاملوں میں خرچ ہو رہا ہے یہ شخص دین کی خاطر بندھا ہوا ہے۔ اس سے تعلق رکھنا اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کا موجب ہو گا۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے گا کیونکہ ہم خدا کی خاطر اس سے تعلق رکھ رہے ہیں۔ یہ اگر سوچ کر بالارادہ انسان اپنی اپنی جماعت میں اپنے عہدیداروں کا احترام کرے خواہ وہ چھوٹے ہوں اور ان سے محبت کا طریق اختیار کرے خواہ ان سے محبت پیدا نہ ہوتی ہو۔ مگر بعض دفعہ احترام محبتوں میں بدل جاتے ہیں اور بعض دفعہ محبتیں احترام پیدا کرتی ہیں یہ دونوں طبعی ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ تو ان معنوں میں وہ بے ساختہ، بے اختیار محبت نہیں جو ایک جلوہ حسن سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ محبت جو بعض حسینوں کے تعلق اور واسطے سے پیدا ہوتی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ اگر کسی شخص سے محبت ہے تو اس سے تعلق والوں سے بھی ایک محبت ہوتی ہے۔ وہ ذاتی طور پر محبت کا مستحق نہ بھی ٹھہرے لیکن جس حسین کی یاد سے وابستہ ہے اس کے ساتھ محبت ہونا ایک طبعی امر ہے۔ چنانچہ مجنوں کے عشق کی دلیل میں سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کے کتے سے بھی پیار تھا۔ اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جب محبت پاگل ہو جائے، اتنی بڑھ جائے کہ اس میں دیوانگی آ جائے تو ایسے شخص سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے اور اس پر انسان کا اختیار نہیں رہتا۔ تو جب میں محبت کہہ رہا ہوں تو آپ کو کوئی منافقت کی تعلیم نہیں دے رہا۔ میں آپ کو گہری حقیقت بتا رہا ہوں کہ محبت حقیقتاً واسطہ بالواسطہ بھی اپنے اثر دکھاتی ہے اور جلوے دکھاتی ہے۔ اسی لئے میں نے کئی دفعہ آپ کے سامنے صحابہ کی مثال رکھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو جو عشق تھا آج بھی بہت دعویدار ہیں مگر وہ شکلیں ہی اور تھیں، وہ صورتیں ہی مختلف تھیں، سراپا عشق تھے ان کی آنکھوں سے محبت برستی تھی۔ ان کے چہروں سے، ان کی کھالیں، ان کی جلدیں بولتی تھیں اور ایسے پگھلے ہوئے رہتے تھے کہ وہ سارا وجود ان کا اس محبت میں مخمور اور سراپا گداز رہتا تھا۔ اسی لئے بچپن میں ہمارے لئے بڑی شرمندگی کے سامان ہوتے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ کوئی بزرگ صحابی آیا ہے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ہاتھ زبردستی کھینچ کر پیار کیا اور اس وقت سمجھ نہیں آتی تھی شرمندگی سے ہم بھاگتے تھے لیکن بعد میں جب سوچا تو پتہ چلا یہ مسیح موعود علیہ السلام کا عشق تھا جو یہ جلوے دکھا رہا تھا اور اس وقت ہمارا زبردستی ان سے کرنا ان کے اخلاص کے ایک خاص حد تک پہنچے ہوئے ہونے کی وجہ سے ان پر زیادتی بن جاتا تھا۔ تو یہ چیزیں مصنوعی نہیں ہیں یہ عشق کے طبعی نتائج ہیں۔

کئی طرح سے ہم غیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان میں ایک یہ مثبت طریق ہے کہ اپنے تعلقات کو دوسروں سے محبت کے رشتوں سے استوار کریں اور نظام جماعت سے بھی محبت پیدا کریں اور جو نظام جماعت چلانے والے ہیں ان سے بھی ادب اور محبت کا رشتہ باندھیں

اور میں جب کہتا ہوں کہ محبت نظام جماعت والوں سے بھی پیدا کرو تو مصنوعی طریق کی محبت نہیں کہہ رہا۔ آپ خدا سے جب محبت زیادہ کریں گے تب یہ محبتیں پیدا ہونگی۔ اگر اللہ سے سچا عشق ہے اور حضرت محمد رسول اللہؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس درجہ بدرجہ تعلق کے نتیجے میں عشق ہے تو آپ کے نظام سے بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ نظام جو وابستہ ہو اس طرف اس سے انسان بے اعتنائی یا تکبر کی راہ اختیار کرے اور اپنی زبانیں بات بات پر کھولے اور بدتمیزی کے جملے ان کے متعلق کہے اور تمسخر کرے اور پھر غیبت کرے اور نظام جماعت کے اوپر تبصرے کرتے ہوئے لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر یہ کہے جی فلاں جی ہم نے دیکھ لیا امیر صاحب کو۔ یہ ان کا حال ہے۔ ان کے بیٹے کا یہ حال ہے۔ ان کی بیٹی ایسی تھی اور سارے مل کر بیٹھ رہیں اور گویا کہ اس طرح امیر کے بد ہونے سے وہ لوگ خدا کی نظر میں پاکباز ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے جس مقام پر بھی فائز تھے اس سے بھی گرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بغاوت بھی پیدا ہوتی ہے۔ بہتان تراشی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ یہ ملتی جلتی بیماریاں ہیں۔ اکٹھی چلتی ہیں اس لئے غیبت کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں غیبت سے کلیتہً اجتناب کریں اور اس کا ایک طریقہ اپنے محبت کے دائرے کو وسیع کرنا ہے۔

جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے اللہ کے حوالے سے محبت وسعت اختیار کرتی ہے اور یہ بڑی واضح بات ہے لیکن جہاں تک عامتہ الناس کا اور احمدیوں کا تعلق ہے وہ بھی اسلام کے حوالے سے وسیع دائرے میں لازماً محبت سے تعلق رکھنے والا مضمون ہی رہتا ہے اور اس وسیع دائرے میں محبت اثر دکھاتی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی نصیحتوں میں مسلمان کا ذکر کیا ہے۔ مسلمان سے مسلمان کو یہ نہیں ہوتا، مسلمان سے مسلمان کو یہ نقصان نہیں ہو سکتا۔ پہلے مجھے تعجب ہوا کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو رحمتہ للعالمین ہیں۔ تو رحمتہ للعالمین ہوتے ہوئے صرف مسلمانوں کا فیض مسلمانوں کے حوالے سے کیوں بیان فرماتے ہیں۔ لیکن جب مزید غور کیا اور اس مضمون میں ڈوب کر دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ ایک بہت ہی پیارا انداز مسلمانوں کو نصیحت کرنے کا ہے۔ اس محبت کے حوالے سے جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے رسول کی نظر میں لازماً ہونی چاہئے اور یہ محبت کا رشتہ مسلمانوں سے باہر نسبتاً کمزور ہو جاتا ہے۔ رہتا تو ہے مگر نسبتاً کمزور۔ اس لئے جب نصیحت کی جائے تو زیادہ قوی رشتے کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ پس یہ نہیں فرما رہے کہ تم سے مسلمانوں کو گزند نہیں پہنچنا چاہئے بلکہ فرما رہے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں سے گزند پہنچنے کا تمہارے ساتھ تو کوئی دور کا بھی تعلق نہیں، ناممکن ہے۔ پس اگر یہ کرتے ہو تو یہ گناہ ہے۔ تم خود مسلمان نہیں رہتے اگر تم سے مسلمان ہوتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ غیروں کو پہنچایا کرو۔ بلکہ وہ حدیثیں اور ہیں ایسی بھی احادیث ہیں جن میں اسلام کے حوالے کے بغیر بنی نوع انسان کے حقوق بیان کرتے ہوئے صرف ان کے نہیں بلکہ جانوروں کے حقوق بیان کرتے ہوئے جانوروں سے بھی رحم اور شفقت کے سلوک کی ہدایت ہے۔

ایسی ایسی نصیحتیں ہیں کہ جس میں ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اونٹنی جس پر تم ظلم کرتے ہو اس کے تم جوابدہ ہوگے قیامت کے دن۔ یہ تمہارے خلاف واویلا کر رہی ہے اور اس نے آزاد کر دیا اس اونٹنی کو اور توبہ کی۔ آزاد کر دیا ان معنوں میں کہ کہا بے شک میری طرف سے نکل جائے جنگل میں پھرے میں اس پر اب کوئی ظلم نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر یہ نہ کرتے تو تم خدا کی پکڑ کے نیچے تھے۔ ایک پرندے کی دردناک آواز سن کر آپ بے چین ہو جاتے ہیں، خیمے سے باہر آ جاتے ہیں کس نے وہ مادہ پرندہ تھی اس مادہ پرندے کو دکھ دیا ہے۔

اگر اللہ سے سچا عشق ہے اور حضرت محمدؐ رسول اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس درجہ بدرجہ تعلق کے نتیجہ میں عشق ہے تو آپ کے نظام سے بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے

معلوم ہوتا ہے کسی نے اس کے انڈے اٹھا لئے ہیں یا بچہ اٹھا کر لے گیا ہے اور واقعتہً یہی بات نکلی اسے واپس گھونسلے میں رکھوایا تو پھر آپ کو چین آیا۔ یہ ہیں محمد رسول اللہ رحمتہ للعالمین۔ اس لئے رحمتہ للعالمین کے مضمون سے ہٹ کر آپ کی کسی حدیث کا کوئی ترجمہ درست نہیں ہو گا۔ پس جب مسلمان کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو اسلام جو باہمی اخوت و محبت پیدا کرتا ہے اس سے استفادہ کرتے ہوئے مسلمانوں کی تربیت کی ایک بہت ہی حکیمانہ کوشش فرماتے ہیں۔ پس اس پہلو سے جب ہم وسیع دائرے میں جاتے ہیں تو غیبت کا مضمون بھی اس دائرے میں ہمیں اسی طرح قابل توجہ دکھائی دیتا ہے جیسا نسبتاً اندرونی دائرے کے۔ مثلاً نظام جماعت ہی کا تعلق نہیں رہتا بلکہ غیبت عام مسلمان کی کسی کی کرنا بھی اتنا ہی بڑا جرم اور بھیانک جرم ہے۔ اتنا بڑا نہ سہی تو ایک بھیانک جرم ہے جو بڑے جرم میں تبدیل ہو سکتا ہے اور پھر اس تعلق سے بھی وہی طریق اختیار کریں۔ یعنی اپنی محبت کو جو مسلمان سے مسلمان کو پہنچنی چاہئے کسی مسلمان کو محروم نہ کریں اور اس حوالے سے اللہ اور رسول کی محبت کا تصور کر کے مسلمانوں پر محبت کا سایہ عام کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مسلمانوں کو پہنچتا تھا۔ ان سے آپ براہ راست محبت نہ سہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تو عشق کا دعویٰ ہے۔ اگر آنحضورؐ سے محبت کا دعویٰ ہے تو آپ کے متعلق تو قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے "بالمومنین رؤوف رحیم" یہ وہ رسول ہے جو مومنوں کے لئے رؤف ہے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

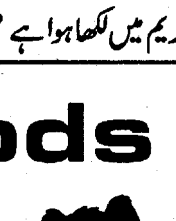

TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

یعنی خدا کی صفت رؤوف آپ کے متعلق بیان فرمائی گئی۔ غیر معمولی نرمی رکھنے والا اور پیار اور شفقت اور رافت کا سلوک کرنے والا۔ رحیم پھر اس کا رحم ختم ہی نہیں ہوتا۔ بار بار ان کے لئے رحم جلوہ گر ہوتا ہے اور بار بار ان کے لئے رحم جوش مارتا ہے۔ تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت ہے تو جس سے آپؐ کو محبت ہے اس سے بھی محبت ہونی چاہئے اور محبت ہو تو چغلی نہیں رہ سکتی یہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

بعض پودے ہیں جو بعض سایوں کے نیچے مرجاتے ہیں۔ پس غیبت کا پودا بھی رافت اور رحمت کے سائے تلے پرورش نہیں پاسکتا

اگر غیبوبت میں کوئی بات ہوئی بھی ہے تو کچھ اور اعلیٰ مقاصد کی خاطر ہوگی مگر چغلی کی خاطر نہیں ہوگی جیسا کہ میں نے مثال دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے آپ کی زوجہ مطہرہ نے سوال کیا یا رسول اللہؐ آپ چغلی فرما رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے جو کہا ہے وہ چغلی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ اپنے دل کی اندرونی تہہ بہ تہہ حالتوں پر نظر رکھتے تھے، جانتے تھے کہ کہیں بھی پوشیدہ محرکات میں کوئی رخنہ نہیں ہے، کوئی نیت کی ایسی خرابی نہیں جس کا تعلق کسی سے نفرت سے ہو یا کسی پر تفاخر کرنے سے ہو بلکہ بعض مقاصد کی خاطر بعض دفعہ کسی کی غیبوبت میں بھی بعض باتیں کرنی پڑتی ہیں اور وہ بالکل اور مقصد ہے وہ کوئی مجلسی شرارت نہیں ہے۔ تو ان باتوں کو الگ رکھتے ہوئے میں بیان کر رہا ہوں کہ جس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پیار تھا اگر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پیار ہے تو آپ کو بھی ویسا پیار کرنے کی کوشش تو کرنی چاہئے اور اس حوالے سے سارے مسلمان آپ کے رؤوف اور رحیم بننے کے منتظر بیٹھے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں آپ ان سے رؤوف اور رحیم والا سلوک کریں کیونکہ آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ رؤوف اور رحیم کے عاشق ہیں۔ پس اس پہلو سے اگر آپ اپنے تعلقات کو خیر کے پہلو سے وسیع کریں گے تو آپ کی خیر سب مسلمانوں پر سایہ فگن ہو جائے گی اور اس سائے کے نیچے غیبت کا پودا پنپتا ہی نہیں ہے۔ بعض پودے ہیں جو بعض سایوں کے نیچے مرجاتے ہیں پس غیبت کا پودا بھی رافت اور رحمت کے سائے تلے پرورش نہیں پاسکتا۔ پس ایک یہ بھی طریق ہے۔

پھر اور وسیع کر دیں اور بنی نوع انسان تک اس کی وسعت دے دیں تو اس کے نتیجے میں رحمۃ للعالمین کا تصور ہے جو آپ کو بنی نوع انسان کے لئے محبت رکھنے پر بے اختیار کر دے گا۔ بے اختیار میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہاں بھی مصنوعی محبت کی بات نہیں میں کر رہا مصنوعی محبت کوئی چیز نہیں ہے۔ مصنوعی محبت ایک منافقانہ تصور ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن حقیقی محبت بنی نوع انسان سے پیدا ہونا یہ بہت گہرے، ایک قسم کے جہاد کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اب لفظ جہاد اور محبت میں بظاہر کوئی جوڑ نہیں لیکن میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو طبعی پیار بنی نوع انسان سے تھا چونکہ وہ اللہ کی محبت سے براہ راست پھوٹ رہا تھا اس لئے اس میں کسی جہاد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن عام انسان جو ان باتوں سے دور ہو اسے اس لئے جہاد کی ضرورت رہتی ہے کہ اسے محسوس ہو گا کہ میری ابتدائی بنیادی محبت میں رخنہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کے سچے تعلق استوار کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وہ سچا محبت کا تعلق رکھنا جو از خود دوسری محبتوں پر اثر انداز ہو جائے اور اس کا فیض عام ہو جائے یہاں تک کہ تمام بنی نوع انسان پہ پھیل جائے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے اپنی محبت پر نظر رکھتے ہوئے، اس کی خامیوں پر نگاہ کرتے ہوئے، انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اعلیٰ درجے کا مزاج اور ذوق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اعلیٰ درجے کے مزاج اور ذوق کے بغیر نہ اللہ سے محبت ہو سکتی ہے نہ اللہ کے رسول سے محبت ہو سکتی ہے۔ اگر ذوق بگڑے ہوں تو محبوب بھی بگڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ایک قدرتی بات ہے جسے نظر انداز کر کے بسا اوقات آپ اپنے اندرونی مسائل کا حل بھی تلاش نہیں کر سکتے۔ سوچتے ہیں کہ میں اللہ سے بڑی محبت کی کوشش کرتا ہوں، دعائیں بھی کرتا ہوں، مزہ نہیں آتا۔ نہ نمازوں میں، نہ نیکیوں میں اور میری کیوں نہیں سنی جاتیں۔ ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کا ذوق بگڑا ہوا ہو اور ذوق بگڑنے کے نتیجے میں آپ کا ذہن ہمیشہ بعض دنیا کی ایسی لذتوں میں مگن رہے جو آپ کو طبعاً اچھی دکھائی دیتی ہیں اور خدا کی محبت کا یا نیکی کا ذوق نہیں پیدا ہوا۔ جب یہ ذوق ٹھیک نہیں ہو گا تو محبت فرضی رہے گی۔ دعوے کی حد تک رہتی ہے طبعی قوت کے طور پر دل سے پھوٹتی نہیں ہے۔ اور اس کے بغیر آپ کی اصلاح ممکن نہیں اور غیبت کا مسئلہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اتنا آسان نہیں جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔ جب تک آپ کا ذوق درست نہیں ہوتا اور خدا کی وہ محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی اور وہ نظر آپ کو عطا نہیں ہوتی جس نظر سے خدا اپنے بندوں کو دیکھتا ہے اس وقت تک آپ کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ آپ غیبت کرتے ہیں تو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہیں اور اس سے کراہت کا نہ ہونا آپ کے بگڑے ہوئے ذوق کی نشانی ہے۔

پس اتنی کھلی کھلی ایک نشانی ہمارے ہاتھ میں تھما دی گئی ہے کہ اس کسوٹی پر اپنی اندرونی حالتوں کا جائزہ لینا ایک فرضی بات نہیں رہی بلکہ ایک یقینی حقیقت بن چکا ہے۔ پس جس جس حد تک ہم اس کسوٹی کے ظاہر کردہ نتیجے کی رو سے ناکام ہو رہے ہیں اس حد تک ہمیں اپنی فکر کرنی چاہئے۔ یہ کسوٹی گویا کہ جھوٹ نہیں بولتی۔ پس اپنے ذوق درست کریں تو پھر آپ کو خدا سے محبت ہوگی۔ اپنے ذوق درست کریں پھر آپ کو رسول سے محبت ہوگی۔ اپنے ذوق درست کریں تب گناہوں سے دوری ہو سکتی ہے اور نیکیوں سے پیار ہو سکتا ہے ورنہ نہیں ہو سکتا۔

بعض دفعہ غیبت کی بجائے مجلس کی امانت کا حق نہ رکھا جائے تو وہ بھی غیبت بن جاتی ہے

پس غیبت کے حوالے سے میں اگلا آپ سے تقاضا یہ کرتا ہوں کہ اپنے دل کا یہ جائزہ لیں کہ آپ کو غیبت میں کتنا مزہ آ رہا ہے۔ اگر ایک دم یہ نہیں چھٹتی منہ سے تو رفتہ رفتہ آپ جائزہ لیں تو آپ کے دل میں اس کا شوق ذوق کم ہوتا چلا جا رہا ہے کہ نہیں۔ اگر کم ہو رہا ہے تو شکر ہے آپ بچ رہے ہیں۔ آپ روبصحت ہیں۔ اگر زور لگا کر نصیحت سن کر آپ کہتے ہیں اب میں نے غیبت نہیں کرنی اور پھر کرتے ہیں اور مزہ اتنا ہی ہے تو اس کا مطلب ہے آپ کی اصلاح کوئی نہیں ہوئی۔ زبردستی تعلق کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور جو طبعی رجحانات ہیں ان کے رستے زبردستی بند نہیں ہوا کرتے کچھ دیر تک ہونگے پھر وہ کھل جاتے ہیں اور پہلے سے بڑھ کر بعض دفعہ وہ بدیوں کا سیلاب پھوٹ پڑتا ہے اس لئے غیبت کے معاملے کو اہمیت دیں اور اس گہرائی سے دیکھیں جس طرح میں نے آپ کے سامنے اس کو کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یقین کریں کہ اگر ہم بحیثیت جماعت غیبت سے مبرا ہو جائیں تو ہمارا نظام بھی محفوظ ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرتی تعلقات بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ ہمارے اندر جتنی رخنہ پیدا کرنے والی باتیں ہیں وہ اگر سب دور نہیں ہوتیں تو ان میں غیر معمولی کمی پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ بد نتائج جو روزانہ شادیوں کی ناکامی کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں ان پر بھی غیر معمولی مثبت اثر ظاہر ہو گا۔

اب آپ گھروں کا تصور کریں۔ ہر گھر میں میں جا تو نہیں سکتا میری سوچ جا سکتی ہے اور میں سمجھ لیتا ہوں کس مزاج کے لوگ کیسی باتیں کرتے ہوں گے۔ کہیں بھائی کے خلاف نندیں اکٹھی ہوئی ہیں اور الگ مجلس لگی ہے ساس کے ساتھ اور اس میں بھائی کو بھی اگر وہ بے غیرت ہو اور اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے نہ جانتا ہو اس کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے اور خوب اس پہ مذاق اڑائے جاتے ہیں۔ یہ بھونڈی اس نے وہاں حرکت کی اس نے وہاں وہ حرکت کی اور سمجھتے ہیں کہ اب اس کو سمجھ آئے گی کہ ہم کون ہیں اور یہ کون ہے۔ اب یہ سارا ظلم ہی ظلم ہے، فساد ہی فساد ہے اور غیبت بھی ہے اور اس میں اور بھی کئی قسم کے بہیمانہ مظالم شامل ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی بہو بے چاری سے غلطی ہو بھی گئی اور تمہیں اس سے وہ سچی ہمدردی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق کے نتیجے میں ہونی چاہئے تو تم اس کا آئینہ بنو گے۔ علیحدگی میں پیار سے اسے سمجھاؤ گے اور اس کی تکلیف خود محسوس کرو گے۔ ہنسی اور تکلیف اکٹھے نہیں

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

ہوا کرتے۔ اگر شرمندگی ہے تو بعض دفعہ غصے میں تبدیل ہو جاتی ہے مگر باتوں کے چسکے میں تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے تلاش تھی کہ اس سے کوئی غلطی ہو پھر ہم ایکا کریں اور پھر ہم اس پر ہنسیں اور اس کا مذاق اڑائیں اور اس کے خاوند کو ذلیل کریں اور وہ پھر غصے میں آکر اس کے بال نوچے اس پر زیادتی کرے پھر ہمارے دل کو ٹھنڈ پڑے۔ سفر کا آغاز ہی نفرتوں سے ہے۔ سفر کا آغاز ہی مکروہ اور ذلیل سفر کا آغاز ہے۔ ایک بہیمانہ حملے کی نیت سے سارا سفر شروع ہوا اور ساری کاروائیاں ہوئیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں ہم جیت گئے۔ ہم نے اس ایک لڑکی کو مغلوب کر دیا اور اس کے خاوند کو اپنے لئے چھین لیا۔ حالانکہ سارا نہایت ہی مکروہ گناہ ہے۔ اگر محبت ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تو یہ آواز کانوں میں گونجے کہ "المسلم مراۃ المسلم" کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔

جب تک آپ کا ذوق درست نہیں ہوتا اور خدا کی وہ محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی اور وہ نظر آپ کو عطا نہیں ہوتی جس نظر سے خدا اپنے بندوں کو دیکھتا ہے اس وقت تک آپ کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ آپ غیبت کرتے ہیں تو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اور اس سے کراہت کا نہ ہونا آپ کے بگڑے ہوئے ذوق کی نشانی ہے

تو میں نے پہلے بھی بتایا آئینہ تو شور نہیں ڈالتا آئینہ تو جس کی بدصورتی دیکھے دوسرے آدمی کو یہ نہیں کہتا کہ یہ کتنا بدصورت شخص تھا جو مجھے دیکھ کے گیا ہے۔ میرے اندر اپنا منہ دیکھ کے گیا ہے۔ مگر جب بھی کوئی آئینہ دیکھے اس کو ضرور بتاتا ہے مگر ادب اور خاموشی کے ساتھ یہاں تک کہ آئینے پر غصہ نہیں آتا۔ تو بہت سی اس کی پر حکمت باتیں ہیں جن کے متعلق میں ایک دفعہ ایک خطبے میں بیان کر چکا ہوں۔ ان کی طرف اشارہ کرتا ہوں انہیں دہراؤں گا نہیں کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سچی محبت ہو تو یہ آواز کانوں میں گونجے گی اور آپ آئینہ بننے کی کوشش کریں گے اور اس بے چاری کو علیحدگی میں سمجھائیں گے کہ تم نے وہ بات کی تھی اس پر ہمیں بھی شرمندگی ہوئی اور تمہارا مقام بھی دنیا کی نظر میں گرا ہے تو یہ مناسب نہیں تھا۔ تو اگر سچی ہمدردی کے ساتھ، سچے دل کی ہمدردی سے بات کی جائے تو فائدہ ہوتا ہے اور معاشرہ سنورتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہمیشہ رخ بھابیوں کی طرف ہی ہو اور بہوؤں کی طرف ہو۔ بعض بہوؤں کا رخ خاوند کی بہنوں اور اس کی ماں کی طرف بھی رہتا ہے۔ وہ جرم جوان کے خلاف ہوتے ہیں بعض دفعہ وہ دوسروں کے خلاف بھی کرتی ہیں اور ان کو شوق ہوتا ہے کہ اپنے خاوند کو سب سے کاٹ کر الگ کر دیں اور پھر ان کو چین ملتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ سے تعلق توڑ لے اپنی بہنوں بھائیوں سے تعلق توڑ لے اور اس کے ماں باپ اور اس کے بہن بھائیوں کا ہو کر رہ جائے۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ نہیں جو کبھی کبھی ہوتا ہو یہ روزمرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے جب شادی کا مضمون بیان فرمایا تو اس طرح بیان فرمایا کہ دونوں کے ماں باپ ایک ہو چکے ہیں۔ رحموں کے تعلق کا ذکر فرمایا جو دونوں طرف برابر ہے۔ پس اس پہلو سے ہمیں معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور یہاں بھی غیبت بہت بد اثر دکھاتی ہے خواہ بہو کی غیبت اس کی نندیں اور اس کی ساس کر رہی ہوں یا خاوند سے ان کی غیبت ہو رہی ہو اور بار بار یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جائے کہ میں تو مظلوم ہوں یہ مجھ سے اس طرح سلوک کرتے ہیں، اس طرح مجھ پر ہنستے ہیں اور یہ مجھ سے حرکت کی گئی ہے اور علیحدگی میں اس رنگ میں کریں کہ جس کی اصلاح کرنی چاہئے اس کو تو پتہ ہی نہیں اور جس کی شکایت کی جا رہی ہے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو رہی ہے اور اشتعال پیدا ہو رہا ہے تو یہ پھر کوئی مبارک کوشش نہیں ہے اس سے تو معاشرہ برباد ہو جاتا ہے۔

تو اسی مضمون کو یعنی غیبت سے بچنے کے مضمون کو اگر اللہ اور اس کے رسول سے تعلق کے حوالے سے دیکھیں تو یہ کام آسان ہو جائے گا۔ بعض دفعہ یہ دونوں قسم کے لوگ دینی لحاظ سے اتنے گئے گزرے نہیں ہوتے یعنی ان کے ہاں ایسی کمپارٹمنٹس (Compartments) بن جاتی ہیں کہ بیماری ایک طرف چار دیواری میں بند پڑی ہے اور باقی چار دیواری صحت مند ہے۔ بعض دفعہ Confine ہو جاتی ہے بیماری کسی ایک عضو میں۔ تو یہ مطلب نہیں کہ سارا جسم ہی یقیناً کینہ گندا اور صحت سے عاری ہو چکا ہے ایسے لوگوں میں نیکی بھی پائی جاتی ہے، عبادتیں بھی پائی جاتی ہیں، دعاؤں کے خط بھی لکھتے ہیں اللہ سے ہمیں محبت پیدا ہو، رسول سے محبت پیدا ہو، دین کی خاطر زیادہ قربانیاں کرنے والے ہوں۔ اور بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے متعلق بھی لکھتی ہیں کہ یہ برائی تو ہے لیکن ویسے بڑا نیک ہے، نمازی ہے، دیندار ہے، نظام جماعت کا بڑا احترام کرتا ہے تو آپ اس کو کہیں گے تو مان جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بیماری ضروری نہیں کہ سارے نظام جسم پر قبضہ کر چکی ہو بعض حصوں میں رہتی ہے بعض میں نہیں رہتی۔ ان کے لئے صحت کا زیادہ امکان ہے جن کا کینسر بعض چھوٹے اعضاء تک محدود ہے اس کے بیج باقی جسم پر پھیلتے نہیں ہیں اور باقی جسم کو اگر بیدار کیا جائے تو وہ اس کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اللہ اور رسول کی محبت جسم کے دوسرے گوشوں میں پائی جاتی ہے تو جو بیمار حصہ ہے اس کے حوالے سے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ آپ سوچیں کبھی جو حرکتیں کر چکے ہیں یا کرنے کو دل چاہتا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کو پسند فرماتے۔ کیا آپ کے نزدیک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کا مزاج سمجھا اور اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالا اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے اگر نہیں تو پھر یہ دعائیں کرتے ہو خدا کی محبت کی وہ کس کھاتے میں جائیں گی۔

باتیں وہ جن کے متعلق غور کرنے کے بعد پتہ چلا کہ خدا کو بھی ان سے نفرت ہے، خدا کے رسول کو بھی نفرت ہے اور دعائیں یہ کہ اے اللہ اپنی محبت عطا کر جس سے تو محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت عطا کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت عطا کر جو باتیں تیری محبت دل میں پیدا کرتی ہیں ان کی محبت عطا کر اپنی محبت کو اتنا بنا دے کہ جیسے پیاسے کو پانی کی محبت ہو جاتی ہے۔ یہ دعائیں ہیں اور وہ حرکتیں لاشعوری طور پر بغیر سوچے سمجھے بھی بعض دفعہ جاری رہتی ہیں جو خدا کی محبت کے منافی ہیں اس کو قطع کرنے والی ہیں۔ اب جو میں کہتا ہوں قطع کرنے والی ہیں تو بعینہ یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ہے جو تم قطع رحمی کرو گے تو اللہ سے قطع تعلق کر لو گے۔ تو یہ ساری قطع رحمی کی مثالیں میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں خواہ بہو خاوند کے تعلق سے باقیوں سے قطع رحمی کا معاملہ کرے، قطع رحمی پیدا کرنے کی کوشش کرے یا دوسرے رشتہ دار بہو کے تعلق میں قطع رحمی کا معاملہ کر رہے ہوں دونوں صورتوں میں باقی نیکیاں اپنی جگہ پڑی رہ جائیں گی اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کی بات ضرور صادق آئے گی کہ ایسے لوگوں سے پھر اللہ اپنی رحمت کا تعلق کاٹ لیتا ہے۔ ان گھروں میں فساد پیدا ہوتے ہیں۔ بد معاشرہ جنم لیتا ہے۔ بچے بدتمیز پیدا ہوتے ہیں۔ بد اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی بیٹیاں آگے پھر اسی قسم کے دکھ دوسروں کے گھروں میں اٹھاتی ہیں۔ فسادات کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے بلکہ ٹوٹ جاتا ہے اس سیلاب کے نتیجہ میں جو سیلاب گھروں میں پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ گلیوں میں سیلاب بہنے لگ جاتا ہے۔ تو معاشرے کی اصلاح محض چند نصیحتوں سے نہیں ہو سکتی معاشرے کی اصلاح کے ہم ذمہ دار بنائے گئے ہیں اور ان امراض کو سمجھنا ہو گا ان کی کنہ سے واقفیت حاصل کرنی پڑے گی۔ صحیح تشخیص نہیں کر سکتے تو کیسے ہم بیماریوں کا علاج کر سکیں گے۔

اس لئے اس حوالے سے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ محض یہ کہہ دینا جی غیبت نہیں کرنی، غیبت نہیں کرنی اور یہ تقریر کر کے انسان الگ ہو جائے ہرگز کافی نہیں ہے۔ ایسا سمجھا دیں اور آگے گھروں میں ایسی باتیں کریں کہ دلوں کی تہہ تک غیبت کی حقیقت ایسے اترے کہ جو دلوں کو مغلوب نہ کرے بلکہ وہ دل اس کو مغلوب کر لیں یعنی ایسی لاتعلقی اس سے پیدا کر لیں کہ اس کے اندر اثر کرنے کا کوئی بھی مادہ باقی نہ رہے۔ ایسی صورت میں بھی بعض چیزیں اترتی ہیں۔ خون میں رہتی ہیں لیکن بے اثر ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شیطان کے حوالے سے فرمایا کہ ہر انسان کے خون میں دوڑ رہا ہے۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ آپ کے خون میں بھی۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر مسلمان ہو گیا ہے۔ تو اندر جو فطرت میں احتمال موجود ہے اس کو جڑوں کی طرح اکھیڑ کر باہر نہیں پھینکا جا سکتا مگر اس کی ایسی اصلاح ممکن ہے کہ اس کا مزاج بدل جائے۔ پس بدی کی آواز اگر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دی جائے اور وہ آواز اٹھنا بند ہو جائے تو ایک گونگی بدی خون کے اندر رہے گی۔ ایک اندھی بدی خون کے اندر رہے

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
Muslim TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

گی وہ کوئی بھی بد اثر اپنا ظاہر نہیں کر سکتی۔ یعنی چاروں طرف سے اس کو دیواریں چن کر جس طرح زندہ دفنا دیا جاتا ہے اس طرح وہ دیواروں میں چن دی جائے گی۔ پس غیبت کو بھی اس طرح اپنے دل میں اتاریں کہ آپ کے دل پر اثر انداز نہ ہو بلکہ آپ اس پر ایسا قابو پالیں کہ دیوار میں چن دیں پھر کبھی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اور روز مرہ کی زندگی میں جب بھی آپ کہیں ایسی بات کر رہے ہوں تو اپنے دل میں ٹٹولیں کہ کیوں کر رہا تھا یا کیوں کر رہی تھی اور مزہ آیا تھا کہ نہیں۔ مزہ آیا تھا تو کیوں آیا تھا اگر آیا تھا تو ابھی تک آپ بھائی کا گوشت کھانا چھوڑ نہیں رہے نہ چھوڑ سکتے ہیں کیوں کہ آپ کا ذوق ہی نہیں ٹھیک ہوا۔

> **اگر ہم بحیثیت جماعت غیبت سے مبرا ہو جائیں تو ہمارا نظام بھی محفوظ ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرتی تعلقات بھی محفوظ ہو جائیں گے**

پس اس کو تو میں سمجھتا ہوں جہاد کی صورت میں لینا چاہئے سامنے۔ غیبت کا قلع قمع جماعت میں اگر ہو جائے تو بہت عظیم کامیابی ہوگی۔ میں جب امریکہ دورے پر گیا۔ اب دیکھیں کتنا ایڈوانس (Advance) ملک ہے۔ دنیا کے لحاظ سے اتنا ترقی یافتہ لیکن وہاں میں حیران رہ گیا دیکھ کر کہ بعض جماعتوں میں خوب غیبت چل رہی ہے۔ ایسی کراہت پیدا ہوتی تھی سن کر کہ میں حیران ہوتا تھا کہ ان مخلصین کو ہو کیا گیا ہے۔ بعض جماعتوں میں مرد بھی غیبت کر رہے ہیں عورتیں بھی غیبت کر رہی ہیں یوں لگتا ہے کو گوشت خوروں کی ایسی جماعت ہے جسے صحت مند حلال گوشت میں مزہ نہیں ملتا جتنا مردہ گوشت میں ملتا ہے اور وہ بھی انسانی مردہ گوشت مل جائے تو اور کیا چاہئے۔ کیونکہ کہتے ہیں شیر کو جس کو انسان کا خون منہ کو لگ جائے اسے کوئی اور جانور پسند ہی نہیں رہتا تو اس پہلو سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال بہت گہرائی رکھتی ہے۔ انسانی گوشت میں مزہ ہی بڑا ہے۔ انسان کی غیبت میں جو مزہ ہے نا جن کا ذوق بگڑا ہو اس ذوق کو بدلنا، وہ مزہ ان کے منہ سے چھیننا بڑا مشکل کام ہے تو وہاں یہ ہے۔ اب میں امریکہ کی بدنامی کے طور پر نہیں کر رہا میں جانتا ہوں پاکستان میں بھی بہت سی جماعتوں میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جرمنی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ انگلستان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مگر میں نے مثال دی تھی ایک تازہ سفر کی یادداشت کے طور پر اور وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ میں کن کی باتیں کر رہا ہوں ان کو استغفار کرنا چاہئے اور اپنے اپنے دائرے میں یہ جہاد شروع کرنا چاہئے کہ غیبت نہیں کرنی۔

بعض دفعہ غیبت کی بجائے مجلس کی امانت کا حق نہ رکھا جائے تو وہ بھی غیبت بن جاتی ہے۔ ہم جب آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ ایک شخص غیبت کی نیت سے نہیں بلکہ بعض حوالوں کی وجہ سے ایک شخص کا ذکر کر دیتا ہے جسے سب جانتے ہیں اس کی کوئی چھپی ہوئی بدی بیان نہیں کی جاتی جس کا ان کو علم نہ ہو بلکہ کسی گفتگو کے حوالے سے از خود یہ بات جاری ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس بات کو اٹھائے اور باہر بیان کر دے تو یہ امانت میں خیانت ہے کیونکہ مجالس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امانتیں ہیں اور ان کی بات بغیر اجازت کے بغیر حق کے باہر کرنا ایک گناہ ہے۔ اور یہ بھی ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ لیکن میں اصول بتا دیتا ہوں کہ کہاں امانت ہے اور کہاں ایک عوامی حق ہے کہ آپ یہ باتیں آگے پہنچائیں۔ جہاں ایک ایسی نصیحت ہے جس کا بنی نوع انسان کی بہتری سے تعلق ہے، بھلائی سے تعلق ہے۔ ایسی بات ہے جس کو سن کر ایمان تازہ ہوتا ہے تو یہ وہ امانت نہیں ہے جسے آپ پوچھے بغیر آگے بیان نہیں کر سکتے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شاہد ہے وہ غائب کو باتیں بیان کرے کیونکہ اچھی باتیں ہیں اور ان کے نتیجے میں خیر پھیلتی ہے مگر اگر اس مجلس میں کسی ایک شخص کا ذکر آیا ہے اور اس کو اگر دوسروں میں بیان کیا جائے تو اس شخص کے خلاف دلوں میں نفرت پھیلے گی تو اس کو دوسروں میں بیان کرنا ناجائز، اس تک بات پہنچانا بھی ناجائز۔ اور اگر کسی مقصد، مجبوری سے بات کرنی ہو تو لازم ہے کہ اس سے اجازت لی جائے جس نے ایک مجلس میں یہ بات کی تھی۔ اگر ہم پوری طرح اس اصول پر کاربند ہو جائیں تو غیبت کے سارے رستے بند ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض لوگ اتنے بے احتیاط ہوتے ہیں کہ مجھ سے ملاقات میں جو امانت کے تقاضے ہیں وہ بھی پورے نہیں کرتے بلکہ ان میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔

کئی لوگ جن کے جھگڑے ہیں خاوندوں کے بیویوں سے، بیویوں کے خاوندوں سے، خاندانوں کے آپس میں۔ وہ ملاقات کے وقت یہ بات چھیڑتے ہیں ان کو بار بار سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ ذاتی ملاقات کا وقت آپس میں محبت اور پیار کی کھلی کھلی باتیں کرنے کا وقت ہے۔ یہ جھگڑوں کا وقت نہیں ہے اس کے لئے الگ نظام مقرر ہے لیکن وہ باز ہی نہیں آتے۔ زبردستی اپنے دل کا غیظ ابال کر میرے دل میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کئی دفعہ میں نے دیکھا میں ان کو آخر کہتا ہوں کہ دیکھو جو تم نقشے کھینچ رہے ہو اگر یہ درست ہیں تو تم نے بڑی جہالت کی ہے جو وہاں جا کر گرے ہو۔ تم کہتے ہو اتنا ذلیل خاندان ہے، ایسا گیا گزرا ہے کہ جو باتیں تم بیان کر رہے ہو وہ تو اتنی کمینی ہیں کہ پھر تم نے اپنی بیٹی کو پھینکا کیوں وہاں۔ یا اپنے بیٹے کو اس گھر کے سپرد کیوں کیا۔ یہ ایک الزامی جواب ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے لے کر چلتے ہیں اور کہتے ہیں لو جی حضرت خلیفۃ المسیح نے فرما دیا ہے کہ بڑا کمینہ خاندان ہے، بڑے ذلیل لوگ ہیں۔ ان میں تم جا کر گرے کہاں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پہلے وہ زبردستی مجھ پر ایک بات ٹھونستے ہیں پھر اس کا منطقی نتیجہ نکال کر، ان کے غلط انداز کو دکھانے کی خاطر یہ ایک تمثیلاً بات کرتا ہوں تو آگے پہنچا دیتے ہیں۔ اب یہ بتائیں یہ امانت کہاں رہی اور وہ جو خلیفہ وقت سے تعلق کے تقاضے ہیں ان کو کیسی ٹھوکر ماری گئی ہے یہاں۔ اور جو بے تکلفی سے پیار کے خاندانی ماحول میں ان سے باتیں ہو رہی ہیں ان کو سمجھایا جا رہا ہے۔ نہیں سمجھتے تو انہی کی منطق کو اٹھا کر ان کے سامنے کھڑا کیا جا رہا ہے اس کو غلط رنگ دے کر اگر جماعت میں پھیلا دیں تو کتنے بد نتائج اس کے پیدا ہونگے۔ بعض لوگ ان حوالوں کو لے کر قضاء تک جا پہنچتے ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ صدر مجلس قضاء کا خط آیا کہ حضور کے حوالے سے یہ بات کہی جا رہی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ فلاں شخص اپنے جھگڑے میں لازماً غلط ہے۔ میں نے کہا جس نے کہا ہے وہ لازماً غلط ہے کیونکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور قضاء کے اصول کے تابع میں ہرگز کوئی فیصلہ قضا کے معاملے میں دے سکتا ہوں نہ دیتا ہوں کبھی۔ جس نے منزل بہ منزل ترقی کر کے آخر میرے سامنے اپیل کے طور پر پہنچنا ہے۔ جب میں آخری قاضی ہوں تو پہلی منزل پر اور پھر یک طرفہ فیصلہ دے کیسے سکتا ہوں۔ میں نے کہا آپ کو اتنی سی بھی سمجھ نہیں کہ یہ ناممکن ہے آپ کو رد کر دینا چاہئے اور اصول بنا لیں اور سب ججوں کو ہدایت کر دیں کہ اگر میرا حوالہ دیا گیا قضائی معاملے میں تو یا وہ جھوٹ بول رہا ہے یا وہ سمجھا نہیں ہے۔ اور خواہ وہ سمجھا نہ ہو خواہ جھوٹ بول رہا ہو ہر دو صورت میں ایسی باتوں کو قضا میں ایک دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ دیکھیں جہاں امانتوں میں خیانتیں ہوتی ہوں، جہاں غیبتوں پر جرائتیں ہوتی ہیں تو بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت باریک نظر سے ان باتوں کو سمجھے گی اور آئندہ اپنے کردار کی حفاظت کرے گی کیونکہ ہم سب دنیا پر شہید بنائے گئے ہیں۔ تمام دنیا کے کردار کی ہم نے حفاظت کرنی ہے اسے اعلیٰ قدروں تک پہنچانا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DQ
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

روشنی اور لیزر شعاعیں

(آصف علی پرویز۔ لندن)

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے اس کائنات کو روشنی کی نعمت سے مالا مال کیا۔ سورج کو ہمارے لئے روشنی کا منبع بنایا جس سے نہ صرف یہ کہ دن کے وقت ہم دیکھ سکتے ہیں بلکہ پودے بھی اس روشنی کو استعمال کر کے زہریلی کاربن ڈائی آکسائڈ کو زندگی بخش آکسیجن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ وگرنہ کاربن ڈائی آکسائڈ کی مقدار اتنی زیادہ ہو جاتی جو نسل انسانی و حیوانی کو ہلاک کر دیتی۔ رات کے وقت جب سورج ڈوب جاتا ہے تو بجلی کا ایک بٹن دبانے سے گھر اور گلیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ دنیا کے وہ علاقے جو بجلی کی نعمت سے محروم ہیں یا لوڈ شیڈنگ کا شکار ہیں وہاں بھی متبادل انتظام کے طور پر دوسرے ذرائع موجود ہیں کہ جن سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنی ایسی مخلوق بنائی ہے جو اپنے اندر سے روشنی خارج کرتی ہیں۔ جگنو کی روشنی سے کون واقف نہ ہو گا۔ سمندر کی گہرائیوں میں بعض ایسی مچھلیاں پائی جاتی ہیں جو اپنے اندر سے روشنی خارج کرتی ہیں اور اس روشنی کی مدد سے اپنے ساتھیوں کو پیغام بھیجتی ہیں۔

روشنی کیا ہے؟

طبعاً یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ روشنی کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اگرچہ یہ بظاہر سادہ سا سوال ہے لیکن سائنسدانوں کو اس کی تہ تک پہنچنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ روشنی بیک وقت لہر بھی ہے اور ذرات بھی۔ مثلاً جب روشنی کی لہر ایک شیشہ پر ڈالی جائے تو وہ روشنی اس شیشہ سے منعکس ہو کر واپس آ جاتی ہے۔ اسی طرح سے جب روشنی کو ایک محدب عدسے میں گزارا جائے تو وہ ایک نکتہ پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ ان دونوں باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ روشنی لہروں کی خصوصیات اپنے اندر رکھتی ہے۔ سائنس کی زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ روشنی بجلی و مقناطیسی لہروں (Electromagnetic Waves) کا مرقع ہے۔

اس صدی کے شروع میں جب سائنسدانوں نے یہ دریافت کر لیا کہ ایٹم کے اندر مرکزہ ہے اور الیکٹران اس کے گرد گھومتے ہیں تو بے شمار نئے نئے تجربات ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب انہوں نے روشنی کو بعض دھاتوں مثلاً سیسیم (Cesium) پر ڈالا تو ان کے اندر سے الیکٹران خارج ہوئے۔ یہ بات بڑی عجیب تھی کہ کس طرح ایک لہر ایک الیکٹران کو جو کہ ایک ذرہ ہے اپنے مخصوص دائرے سے باہر نکال سکتی ہے۔ سائنس دان بہت سے تجربات کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ روشنی انتہائی چھوٹے ذرات پر بھی مشتمل ہے اور اس کا نام فوٹان (photon) رکھا گیا۔ گویا کہ روشنی بہ یک وقت دونوں خوبیاں اپنے اندر رکھتی ہے یعنی وہ لہر بھی ہے اور ذرہ بھی۔ فوٹان ذرات انتہائی تیز رفتاری سے چلتے ہیں یعنی ان کی رفتار ۳۰ کروڑ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ مشہور زمانہ سائنس دان آئن سٹائن نے حسابی رو سے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی چیز کی انتہائی رفتار روشنی کی رفتار سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ یہی اس کے نظریہ اضافت (Theory of Relativity) کی بنیاد ہے۔

روشنی کیونکر پیدا ہوتی ہے؟

اب ہم اس اہم سوال کو زیر غور لاتے ہیں کہ روشنی کی پیدائش کیونکر ہوتی ہے۔ خاکسار نے اپنے ایک مضمون "ایٹم کی سیر" میں ایٹم کی ہیئت ترکیبی کا تفصیلی ذکر کیا تھا۔ ایٹم کے درمیان میں مرکزہ ہوتا ہے اور الیکٹران بیضوی دائروں میں اس مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ ہر دائرے میں ایک مخصوص تعداد میں الیکٹران گھومتے ہیں مثلاً پہلے دائرہ میں صرف ۲ الیکٹران گھومتے ہیں، دوسرے دائرہ میں آٹھ، تیسرے دائرہ میں اٹھارہ وغیرہ۔ جب ہر دائرے میں مقرر کردہ تعداد میں الیکٹران موجود ہوں تو ایٹم کی اس حالت کو متوازن حالت (Stable State) کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ذکر کرنا مناسب ہے کہ ہر دائرہ میں گھومنے والے الیکٹران کی ایک مخصوص طاقت ہوتی ہے۔

بعض اوقات کسی وجہ سے ایک الیکٹران زائد طاقت حاصل کر لیتا ہے مثلاً اس میں سے بجلی گزاری جائے یا اسے گرم کیا جائے تو الیکٹران اپنا مخصوص دائرہ چھوڑ کر دوسرے دائرے میں چلا جاتا ہے۔ گویا کہ اب ایٹم غیر متوازن ہو جاتا ہے اسے سائنس کی زبان میں Excited State کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک غیر طبعی حالت ہوتی ہے اس لئے الیکٹران واپس اپنے اصل دائرے میں آنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جب یہ الیکٹران اپنے اصلی دائرے میں واپس آتا ہے تو زائد طاقت روشنی کی صورت میں خارج کرتا ہے اور اس طرح سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔

Creation of light

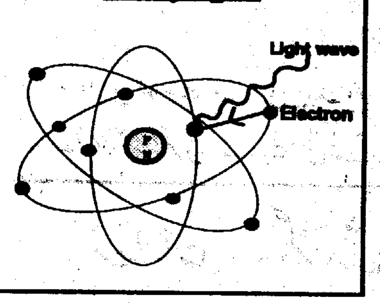

لیزر کیا ہے؟

روشنی کی پیدائش کے مختصر تعارف کے بعد ہم لیزر (laser) کا تعارف کرواتے ہیں۔ لیزر ایک انگریزی لفظ کا مخفف ہے یعنی (Light Amplification by Stimulated Emission of Radiation) ۔ عام روشنی (جو بظاہر تو سفید یا بے رنگ ہوتی ہے) سات رنگوں پر مشتمل ہوتی ہے جس میں بنفشی، آسمانی، نیلا، سبز، پیلا، نارنجی اور سرخ رنگ ہوتے ہیں۔ جب یہ رنگ ایک خاص مقدار میں ہوتے ہیں تو ان کا مجموعی اثر سفید لگتا ہے۔ ہر رنگ سائنسی تعریف کے مطابق ایک خاص قسم کی لہر (Wave length) کی نمائندگی کرتا ہے اور ہر خاص رنگ کی لہر کی ایک خاص قوت ہوتی ہے۔

لیزر کی شعاع عام روشنی کے برعکس صرف ایک رنگ کی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب خاص آلات کے ذریعہ پیدا کی جاتی ہے تو ایک خاص رنگ مثلاً سرخ رنگ کی روشنی نکلتی ہے۔ عام طور پر ان آلات کے اندر اس ایک روشنی کی لہر کو اس طرح سے پیدا کیا جاتا ہے کہ روشنی کی ایک لہر روشنی کی دوسری لہر کو تقویت بخشتی ہے۔ اسی طرح روشنی کی تیسری اور چوتھی وغیرہ لہریں بھی ایک دوسرے کو تقویت بخشتی بخشتی بہت طاقتور ہو جاتی ہیں۔ یہ لیزر کہلاتی ہیں۔ ان کے حیران کن فوائد ہیں جس کی کچھ تفصیل اس مضمون میں آپ آگے پڑھیں گے۔ مختصراً یہ کہنا کافی ہے کہ روشنی کی وحدانیت میں لیزر شعاعوں کی طاقت کا راز پنہاں ہے۔

لیزر کے فوائد

لیزر موجودہ صنعتی دور میں بڑی تیزی کے ساتھ استعمال ہو رہی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ ایسی ایجادات ہوتی جا رہی ہیں جو لیزر کو کسی نہ کسی رنگ میں استعمال کرتی ہیں۔ لیزر کے چند بڑے بڑے استعمال درج ذیل ہیں:

(۱) صنعتوں میں استعمال

لیزر کی غیر معمولی طاقت کی وجہ سے اسے کاٹنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً لوہے کی صنعت کہ جہاں پر لوہے کو مختلف سائزوں میں کاٹا جاتا ہو یا اس میں مختلف سائزوں اور شکلوں کے سوراخ ڈالنے ہوں تو لیزر کی انتہائی طاقتور شعاع وہاں ڈالی جاتی ہے۔ یہ شعاع بڑی آسانی کے ساتھ لوہے کو کاٹتی چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسی شعاع کو دو دھاتوں کو آپس میں ویلڈ کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کپڑے کی صنعت جہاں پر ایک ہی قسم کے لباس تیار ہو رہے ہوں وہاں درزی بجائے اس کے کہ کپڑوں کو قینچی سے کاٹے اس پر لیزر کی شعاع ڈالی جاتی ہے اور یوں منٹوں میں کئی سو کپڑوں کی موٹی تہہ کاٹی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سے آج کل لیزر پرنٹر یعنی لیزر کو استعمال کرنے والے چھاپے خانے بالکل عام ہو گئے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو چھپائی ہوتی ہے اس کی کوالٹی نہایت ہی اعلیٰ ہوتی ہے۔ پھر ایسے ویڈیو بن چکے ہیں کہ جس میں بجائے عام ٹیپ یا ریکارڈ ڈالنے کے ویڈیو ڈسک (Video Disc) ڈالی جاتی ہے اور بجائے اس کے کہ روایتی مقناطیس کی مدد سے ریکارڈ پڑھے جائیں لیزر شعاع کی مدد سے معلومات پڑھی جاتی ہیں تمام کا تمام انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا (Encyclopedia Britanica) جو کئی کتابوں پر پھیلا ہوا ہے ایک معمولی ڈسک (Disc) جس کے قطر کا سائز بمشکل چھ انچ بھی نہیں ہوتا، پر ریکارڈ کیا جا سکتا ہے اور جب اسے کمپیوٹر کی مدد سے پڑھا جائے اور ان تصاویر کو دیکھا جائے جو اس پر محفوظ ہوتی ہیں، تو اس کی کوالٹی دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

طبی شعبہ میں استعمال

لیزر کی شعاعوں کو طبی شعبہ میں بڑی کثرت سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ عام طور پر سرجن نشتر کی مدد سے مختلف اپریشن کرتے ہیں۔ آج کل اس کی بجائے لیزر کا استعمال ہو رہا ہے۔ چنانچہ لیزر کی مناسب طاقت کی لہر جسم پر ڈالی جاتی ہے اور وہ اسے چاقو کی طرح ہی کاٹتی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ خون کی باریک نالیوں کو بند بھی کرتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ غیر ضروری خون نہیں بہتا۔ ڈاکٹر آسانی لیزر کی اس لہر کو کنٹرول کر سکتا ہے جس کے نتیجہ میں آپریشن کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آج کل سائنس دانوں نے شیشے کی نہایت ہی باریک تاریں تیار کی ہیں جو ایک بال کی طرح باریک ہوتی ہیں لیکن ساتھ ہی ان میں بالوں کی طرح مڑنے کی خصوصیت بھی پائی جاتی ہے۔ انگریزی میں انہیں (Optic Fibres) کہا جاتا ہے۔ ان کی بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں سے روشنی ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغیر کسی ضیاع کے جا سکتی ہے۔ ایک سرجن ان باریک تاروں کو آپریشن کرنے کی جگہ پر پہنچا دیتا ہے اور پھر لیزر شعاعیں ان تاروں کی مدد سے اس جگہ پہنچائی جاتی ہیں اور وہ فاسد مادے مثلاً رسولی وغیرہ کو جلا دیتی ہیں۔ چنانچہ بغیر کسی بڑے آپریشن کے مختلف بیمار حصوں کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

بڑھاپے میں عموماً آنکھ کا وہ حصہ جس پر تصویر بنتی ہے (جسے انگریزی میں (Retina) کہتے ہیں) ان عضلات سے علیحدہ ہو جاتا ہے جو اسے اپنی جگہ پر جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو چیزیں دھندلی نظر آنے لگتی ہیں۔ عام طور پر یہ آپریشن بڑا نازک ہوتا ہے لیکن آنکھوں کا ماہر لیزر کی مدد سے اسی پردے (Retina) کو اس کے عضلات سے واپس جوڑ دیتا ہے۔ عموماً یہ آپریشن عام ہوش کی حالت میں کیا جاتا ہے اور مریض کو معمولی تکلیف بھی نہیں ہوتی اور کچھ دیر میں ہی مریض بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔

کاروباری اداروں میں استعمال

لیزر کو مختلف اسٹوروں اور دوکانوں میں حساب کتاب کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہر چیز مثلاً روٹی کے پیکٹ یا دودھ کی بوتل پر ایک خاص قسم کی لائنیں لگائی جاتی ہیں جس کو انگریزی میں "بار کوڈ" (Bar Code) کہا جاتا ہے۔ یہ لائنیں تمام اشیاء کو ایک مخصوص نمبر مہیا کر دیتی ہیں۔ جب اشیاء کاؤنٹر میں ادائیگی کے لئے لائی جاتی ہیں تو ان پر عموماً ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین کی مدد سے لیزر کی شعاع ڈالی جاتی ہے۔ یہ شعاع ان لائنوں کو پڑھ کر مخصوص نمبر ڈھونڈ لیتی ہیں اور خود بخود منسلکہ کمپیوٹر کو یہ نمبر مہیا کر دیتی ہیں۔ کمپیوٹر اس چیز کی تفصیل اور قیمت مہیا کر دیتا ہے اور رسید پر چیز کا نام اور قیمت چھپ جاتی ہے۔ یہ سارا کام صرف چند سیکنڈ میں ہو جاتا ہے۔

آج کل لندن کے ائر پورٹ پر بھی اسی طرح کا نظام سامان کو جہازوں میں پہنچانے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ جب ائر پورٹ پر ہوائی جہاز کا عملہ سامان وصول کرتا ہے تو اس پر بار کوڈ لگا دیا جاتا ہے جس کے ذریعے سے یہ علم ہوتا ہے کہ اس سامان کی منزل مقصود کیا ہے۔ جہاز تک سامان پہنچنے سے پہلے راستے میں لگی ہوئی لیزر مشینیں ان بار کوڈ کو پڑھتی ہیں اور خود بخود سامان کو صحیح جہاز کی طرف بھجواتی ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

یہ بریڈفورڈ ہے ....!

(عبدالباری ملک)

آیئے آج ہم آپ کو بریڈفورڈ کی سیر کروائیں جو کہ انگلستان کاایک نرالا شہر ہے۔ اس کو ایشیائی عام طور پر "لٹل پاکستان" کہتے ہیں۔ اور بعض اس کو بریڈ افورڈ (Bread Afford) بھی کہتے ہیں جس کا مطلب ہے وہ جگہ جہاں روزی میسر آتی ہو۔ یہ شہر دراصل بہت سے چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہات کے ملاپ سے بنا ہے۔ آج بریڈفورڈ میٹروپولیٹن ڈسٹرکٹ میں بریڈفورڈ شہر، شپلے، کیتھلے، الکلے اور ہاورتھ شامل ہیں۔ ہاورتھ وہ مشہور جگہ ہے جہاں انگریزی کی مشہور ناول نگار "برانٹے سسٹرز" کا گھر موجود ہے۔

۱۸۰۱ء میں بریڈفورڈ ایک دیہی منڈی تھی جس کی آبادی صرف چھ ہزار تھی۔ صرف ۳۰ سال بعد اس کی آبادی ۹۷ ہزار تک جا پہنچی کیونکہ یہاں ٹیکسٹائل کی چھوٹی چھوٹی ملیں لگنی شروع ہو گئیں۔ ۱۹۰۰ء میں بریڈفورڈ کا شمار دنیا کی ٹیکسٹائل کے مشہور مراکز میں ہونے لگا اور بریڈفورڈ کو "اون کی دنیا" کا دارالخلافہ کہا جانے لگا کیونکہ اونی مصنوعات کا ۹۰ فیصد کاروبار یہاں ہوتا تھا۔ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں بریڈفورڈ میں بہت بڑی عمارتوں کی تعمیر کا دور شروع ہوا۔ ان عمارات کی تعمیر میں یارکشائر کا مشہور پتھر استعمال کیا گیا جس کی خوبصورتی اور پائیداری قریباً ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی عیاں ہے۔ اس زمانہ میں بریڈفورڈ میں خوبصورت ملیں، دفاتر، کاروباری اور رہائشی عظیم الشان عمارات تعمیر ہوئیں جن میں سے بعض کا نقشہ اٹلی کے دارالحکومت سے ملتا جلتا ہے۔ آج بھی بریڈفورڈ میں ۴۰۰۰ سے زائد تاریخی عمارات موجود ہیں۔

بریڈفورڈ نے برطانیہ کے صنعتی و ثقافتی انقلاب میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اسی شہر میں سب سے پہلے سکولوں میں تعلیم کا نظام رائج کیا گیا۔ فیورشیم سکول اس ملک کا پہلا باقاعدہ اسکول تھا جس کی تاریخی عمارت آج بھی لیڈز روڈ پر موجود ہے۔ یہ نظام مشہور ممبر پارلیمنٹ ولیم فارسٹر نے پیش کیا تھا۔ بریڈفورڈ کے ایک مرکزی چوک کا نام فارسٹر اسکوائر ہے جہاں اس کا مجسمہ نصب ہے۔ اسکولوں میں بچوں کے لئے کھانا، اور طبّی معائنہ کا سلسلہ بھی بریڈفورڈ سے شروع ہوا۔ یاد رہے کہ آج مغربی ممالک میں اسکولوں میں طلباء کو کھانا سرکاری طور پر مہیا کیا جاتا ہے جس کے لئے برسر روزگار والدین سے برائے نام معاوضہ لیا جاتا ہے۔

"عوامی حمام" بھی سب سے پہلے اسی شہر میں رائج ہوئے۔ یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ قریباً ۳۰ سال قبل تک انگلستان میں گھروں میں غسل خانہ کا رواج نہیں تھا۔ اس لئے جب جی چاہا لوگ "عوامی حمام" میں جاکر نہایا کرتے تھے۔ مزدوروں کے لئے بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لئے جدو جہد میں بھی اس شہر نے اہم کردار ادا کیا ہے اور اسی شہر میں آزاد لیبر پارٹی کی بنیاد رکھی گئی۔

بریڈفورڈ کی صنعتی بنیاد تو ٹیکسٹائل اور اون کی ملوں سے رکھی گئی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہاں پرنٹنگ، پیکیجنگ، انجینئرنگ کی ملوں، بینکوں، بلڈنگ سوسائٹیوں اور درآمد و برآمد کے مراکز بھی قائم ہونا شروع ہو گئے۔

روایتی ٹیکسٹائل کا کاروبار آج بھی شہر کی صنعتی زندگی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ لیکن اب ان ملوں میں جدید مشینری نصب ہے جو کمپیوٹرز سے منسلک ہے۔ اب یہاں دنیا کے سب سے عمدہ اونی پارچہ جات اور دھاگے تیار ہوتے ہیں جو مشرق وسطی، امریکہ، جاپان، یورپ اور دنیا بھر کے ممالک کو برآمد کئے جاتے ہیں۔

انجینئرنگ کی فیکٹریوں میں مختلف نوعیت کی چھوٹی سے بڑی تک ہر چیز بنتی ہے۔ کاروں کے ریڈی ایٹر بھی بنتے ہیں اور عمارتوں کے لئے مضبوط اسٹیل کلیمپ بھی۔ یہ کلیمپ بکنگھم پیلس، سڈنی کے اوپرا ہاؤس اور سمندر کے نیچے سرنگ میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔ کیتھلے میں لفٹ، کرین اور بجلی سے چلنے والی سیڑھیاں بنتی ہیں جو دنیا بھر میں استعمال ہوتی ہیں۔ مکہ میں حرم شریف میں بھی یہاں کی بنی ہوئی یہ بجلی سے چلنے والی سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔

ماضی قریب میں جدید ٹیکنالوجی کی صنعتیں جن میں ٹیلی کمیونیکیشن اور کمپیوٹر کے ذریعہ بنکاری اور کپڑا رنگنے کے لئے مائیکرو پراسسنگ کنٹرول وغیرہ کا کام ہوتا ہے، بڑی تیزی سے بریڈفورڈ میں قائم ہو رہی ہیں۔ لیسٹرہل سائنس پارک جہاں جدید ٹیکنالوجی کے مراکز قائم ہیں انگلستان میں کامیاب ترین مراکز میں سے ایک ہے۔

بریڈفورڈ کے بنے ہوئے کمپیوٹرز اور رنگین مانیٹر برطانیہ کی تعلیمی اور ویڈیو گیم مارکیٹ پر چھائے ہوئے ہیں اور ان کمپیوٹروں کو رائٹر کی خبر رساں ایجنسی اور نیویارک میں وال اسٹریٹ ہیڈکوارٹرز میں استعمال کیا جاتا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی نے بریڈفورڈ کی پرنٹنگ اور پیکیجنگ کی صنعتوں میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ یہ صنعتیں ماضی میں صرف ٹیکسٹائل سے منسلک تھیں لیکن اب یہ بین الاقوامی اداروں کی کمپنی رپورٹوں سے لے کر دنیا کے چوٹی کے اخبارات و رسائل کے لئے خوبصورت رنگین ضمیمے شائع کرتی ہیں۔ بریڈفورڈ کا شام کو شائع ہونے والا مشہور اخبار "ٹیلیگراف اینڈ آرگس" جو کہ انگلستان کے مشہور ویسٹ منسٹر پریس کا حصہ ہے اپنے پریس سے مشہور بین الاقوامی اخبارات انڈی پینڈنٹ اور آبزرور بھی شائع کرتا ہے اور یہ شہر مبارکبادی کے کارڈ شائع کرنے والے چند چوٹی کے شہروں میں بھی شمار ہوتا ہے۔

بریڈفورڈ میں مالی اداروں کے دفاتر بھی تیزی سے کھل رہے ہیں۔ انگلستان کی دس بڑی بلڈنگ سوسائٹیوں میں سے تین [یعنی بریڈفورڈ اینڈ بنگلے، یارکشائر، اور نیشنل اینڈ پراونشل] کے مرکزی دفاتر بریڈفورڈ میں ہیں۔ اسی طرح پراویڈنٹ فنانس گروپ کے مرکزی دفاتر بھی یہاں ہیں۔

بریڈفورڈ کا عظیم نجی کاروباری ادارہ "گراٹن" ہے جو مشہور کیٹلاگ کمپنی ہے۔ اس کے ۴ کروڑ پونڈ کی لاگت سے بننے والے مرکزی دفاتر سے روزانہ ۷۰ ہزار آرڈرز خریداروں کو بھجوائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مشہور کیٹلاگ کمپنی "ایمپائر" کے مرکزی دفاتر بھی بریڈفورڈ میں واقع ہیں۔ اسی طرح مشہور سپرمارکیٹ "موریسن" کے مرکزی دفاتر بھی بریڈفورڈ میں ہیں۔

بریڈفورڈ شہر برطانیہ میں ایسی جگہ واقع ہے جہاں ملک کے کسی بھی حصہ سے بذریعہ ریل یا موٹر پہنچنا بہت ہی آسان ہے۔ شہر میں پہنچنے کے لئے اس کی اپنی موٹر وے ایم ۶۰۶ ہے جو دو مرکزی موٹرویز "ایم ۶۲" اور "اے ون" سے ملاتی ہے۔ اور ایم ۶۲ آگے جاکر "ایم ۶" اور "ایم ون" سے بھی ملاتی ہے۔ ایم ون لیڈز شہر سے براہ راست لندن جاتی ہے۔

بریڈفورڈ سے مانچسٹر کا سفر بذریعہ کار قریباً ۴۰ منٹ کا ہے اور ہل کی بندرگاہ کا سفر ڈیڑھ گھنٹے کا ہے۔ یہ شہر دو بین الاقوامی ہوائی اڈوں (لیڈز بریڈفورڈ اور مانچسٹر) کے درمیان واقع ہے۔ لیڈز بریڈفورڈ ائرپورٹ بریڈفورڈ سے صرف ۲۰ منٹ کے سفر پر واقع ہے اور مانچسٹر ائرپورٹ کے لئے ایک گھنٹے کا سفر ہے۔ لیڈز بریڈفورڈ ائرپورٹ انگلستان کا بڑا علاقائی ہوائی اڈہ ہے جہاں سے کاروباری سامان کی اور چھٹیوں کے لئے خصوصی پروازیں برطانیہ اور یورپ کے مختلف علاقوں میں جاتی ہیں۔ اس اڈہ سے پرائیویٹ کمپنیوں کے اور چارٹرڈ جہاز بھی مختلف ہوائی اڈوں کو جاتے ہیں۔ مانچسٹر ائرپورٹ انگلستان کا مشہور بین الاقوامی اڈہ ہے جہاں سے ۱۵۰ سے زائد مقامات کو روزانہ پروازیں جاتی ہیں۔ یہاں سے یورپ، امریکہ، افریقہ، مشرق وسطی، برصغیر ہند و پاک، ہانگ کانگ اور ایشیا کے دوسرے ممالک کو پروازیں جاتی ہیں۔ بریڈفورڈ کا انٹرچینج اپنی نوعیت کا پہلا پروجیکٹ تھا۔ یہاں ایک ہی چھت کے نیچے سے آپ کو ریل، کوچ، مقامی بسیں اور ٹیکسیاں مل سکتی ہیں۔ آپ میٹرو ٹکٹ خرید کر ریل یا بس جس میں جی چاہے سفر کر سکتے ہیں۔

۱۹۷۹ء میں بریڈفورڈ نے اپنے آپ کو سیاحت کے مرکز کے طور پر متعارف کروایا۔ آج دنیائے سیاحت میں بریڈفورڈ کو سیاحت کا ایک مقبول مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔ بہت سی ٹریول کمپنیاں بریڈفورڈ کی سیر یا ہفتہ کی چھٹیاں سیاحوں کے لئے بک کرتی ہیں۔

یہاں کا نیشنل میوزیم آف فوٹوگرافی، فلم اینڈ ٹیلی ویژن برطانیہ کا سب سے مقبول علاقائی میوزیم ہے اور اس کا شمار یورپ کے دس چوٹی کے میوزیم میں ہوتا ہے۔ اس میوزیم میں برطانیہ کی سب سے بڑی فلم اسکرین جس کی اونچائی پانچ منزلہ عمارت کے برابر ہے، موجود ہے۔ جس پر روزانہ معلوماتی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہاں کوڈک kodak کی تاریخی گیلری اور برطانیہ کے صبح کے ٹیلی ویژن کے اسٹوڈیو بھی ہیں۔

بریڈفورڈ کا کلر میوزیم روزمرہ زندگی میں مختلف رنگوں کے عمل دخل پر ریسرچ کے کام کے لئے مشہور ہے۔ اسی طرح یہاں کے ویسٹ یارکشائر ٹرانسپورٹ میوزیم میں ماضی کی بعض مشہور اور مقبول بسیں، ٹرامیں اور گاڑیاں موجود ہیں۔ انڈسٹریل میوزیم میں پرانے زمانے کی ملوں کی مشینری اور بریڈفورڈ کی ٹیکسٹائل کی صنعتوں کی نمائش ہوتی ہے۔

بریڈفورڈ میں ایک ایسا علاقہ بھی ہے جسے "لٹل جرمنی" کہتے ہیں۔ یہ وہ علاقہ ہے جو شہر کے مرکز کے بالکل قریب ہے اور جہاں جرمنی اور مشرقی یورپ کے تارکین وطن جن میں اکثریت یہودیوں کی تھی اپنے کاروبار شروع کئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ سب کروڑ پتی بن گئے۔ یہاں کی تمام عمارتیں جرمنی کی عمارتوں کی طرز پر بنی ہوئی ہیں اور گلیوں کے نام بھی جرمن شہروں کے ناموں پر ہیں۔ یہاں کئی تاریخی فلموں کی فلم بندی بھی ہوئی ہے۔ یہاں کی تمام عمارتیں تاریخی ہیں اور برطانیہ بھر میں چھوٹے سے علاقے میں اتنی زیادہ تاریخی عمارتیں اور کہیں نہیں ملیں گی۔ لٹل جرمنی میں ہی مشہور زمانہ ٹریڈ ویل آرٹ مل بھی ہے جہاں "عجیب و غریب" آرٹ کی نمائش ہوتی ہے۔

بریڈفورڈ کی انڈرکلف سیمٹری برطانیہ کے تاریخی پرانے قبرستانوں میں سے ایک ہے۔ یہاں ملکہ وکٹوریہ کے زمانے کی بعض مشہور قبریں ہیں۔ ایک قبر تو مصر کے فرعونوں کی قبر سے بالکل ملتی جلتی ہے۔ بریڈفورڈ کی سب سے بڑی آرٹ گیلری "کارٹ رائٹ ہال" میں ہے جہاں باشاہ ایڈورڈ، ملکہ وکٹوریہ اور دوسرے بادشاہوں کے زمانے کی بعض مشہور پینٹنگ کی نمائش ہوتی ہے۔

بریڈفورڈ سے تین میل دور شپلے (Shipley) میں بچوں کے مقبول ٹی وی پروگرام "سوٹی شو" کے مرکزی کردار "سوٹی" کا گھر اور میوزیم ہے اور قریب ہی ایشولٹ کا خوبصورت گاؤں ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ٹی وی کا مشہور اور بہت مقبول پروگرام "ایمرڈیل فارم" بنتا ہے۔ اس سلسلہ وار پروگرام کو ۲۵ سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اس پروگرام میں برطانیہ کے ایک گاؤں اور زراعتی فارم کی روزمرہ زندگی دکھائی جاتی ہے۔

قریب ہی سالٹئر کا مشہور گاؤں ہے جو یہاں کے مشہور صنعت کار "سرٹائٹس سالٹ" نے تعمیر کروایا تھا۔ اس گاؤں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کوئی شراب خانہ نہیں ہے۔ سرٹائٹس نے اپنے ملازموں اور مل میں کام کرنے والوں کے لئے گھر، دوکانیں اور اسکول تعمیر کرائے۔ سالٹ مل کی عمارت بھی عالیشان اور تاریخی ہے۔ آج کل یہاں بریڈفورڈ کے مشہور آرٹسٹ "ڈیوڈ ہاکنی" کی مشہور تصاویر اور شاہکاروں کی مستقل نمائش ہوتی ہے۔ اسی مل میں وکٹوریہ انسٹی ٹیوٹ بھی ہے جہاں یورپ کا صرف ایک ریڈ آرگن اور ہارمونیم کا میوزیم ہے۔ لیڈز لیورپول نہر جو صنعتی انقلاب کی وجہ سے بہت مشہور ہے یہاں سے گزرتی ہے اور بنگلے کے مقام پر اس پر پانچ بند لگے ہوئے ہیں۔ جب کوئی کشتی یا جہاز یہاں پہنچتا ہے تو باری باری ہر بند کھول کر پانی بھر کر اس کو یہاں سے گزارا جاتا ہے۔ اس کو "فائیو رائیز لاک" کہتے ہیں اور یہاں ہر وقت سیاحوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔

کیتھلے کا ایسٹ رڈلز ہال یارکشائر کا روایتی امراء کا گھر ہے جس کا ہر کمرہ اور فرنیچر بہت ہی خوبصورت اور دیکھنے کے لائق ہے۔ یہاں کا کلف کاسل (Cliff Castle) ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں

SUPPLIERS OF ALL
CROCKERY, CUTLERY AND
DISPOSABLE CROCKERY FOR
WEDDINGS, PARTIES AND
OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA

CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue,
Southall, MIDDX UB1 2AA

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

اون کے بہت بڑے تاجر کا گھر تھا۔ آج کل یہاں بچوں کے لئے مختلف زندہ پرندے رکھے ہوئے ہیں۔

کیتھلے میں ہی ہاورتھ کی تاریخی ریلوے لائن ہے۔ یہاں پرانے زمانے کے ایندھن کے انجن اور ریل گاڑیاں چلتی ہیں اور سیاحوں میں بہت مقبول ہیں۔ ہاورتھ کا اسٹیشن برطانیہ کا سب سے چھوٹا اسٹیشن ہے اور یہاں ریلوے کا میوزیم بھی ہے۔ یہیں مشہور زمانہ بچوں کی فلم "دی ریلوے چلڈرن" بنی تھی۔

ہاورتھ کا گاؤں بھی بہت تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں آج بھی سڑکیں پرانے زمانے کی اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں۔ یہاں انگریزی کے مشہور افسانہ نویس اور ناول نگار بہنوں "برانٹے سسٹرز" کا گھر ہے۔ آج بھی اس کا ہر کمرہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ ان کے زمانہ میں تھا۔ یہاں پرانے زمانے کی اشیاء کا میوزیم بھی ہے۔ ہاورتھ کے قریب ہی آجکل ہالینڈ کی طرح بجلی پیدا کرنے کے لئے پن چکیاں نصب کی گئی ہیں۔

الکلے کا قصبہ ملکہ وکٹوریہ کے زمانے سے ہمیشہ درمیانے طبقے کے پڑھے لکھے لوگوں کا مسکن رہا ہے۔ آج بھی بریڈفورڈ کے اکثر پروفیسر، اساتذہ، افسران اور امراء یہاں رہتے ہیں۔ یہاں قریب ہی مشہور زمانہ "الکلے مور" ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور پیدل چلنے والوں اور سیر کرنے والوں کے لئے بہت مقبول ہے۔ الکلے سے ہی انگلستان کا مشہور اور خوبصورت علاقہ "یارکشائر ڈیلز" بھی شروع ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ بریڈفورڈ کے چاروں طرف دو یا تین میل کے فاصلے پر ہی دیہی علاقہ شروع ہوتا ہے جو سیر کے لئے بہت اچھا اور خوبصورت ہے۔ اگست ۱۹۹۲ء میں الکلے کے گرد ہی مجلس خدام الاحمدیہ یو۔ کے۔ نے ۲۶ میل کے پیدل چلنے کا مقابلہ کروایا تھا۔ اس موقع پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس یہاں تشریف لائے اور "باربی کیو" کے موقع پر اپنے خدام کے ہمراہ شامل ہوئے۔ اس موقع پر حضور کو لیڈز، بریڈفورڈ اور ہڈرزفیلڈ کے لارڈ میئروں اور ایک وزیر نے خوش آمدید کہا۔

اگست ۱۹۹۲ء میں الکلے میں خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام "میراتھن واک" کے موقعہ پر برطانیہ کے ایک وزیر مملکت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

الکلے اور بریڈفورڈ کے درمیان دنیا کی سب سے بڑی "فش اینڈ چپس" کی مشہور دکان "ہیری ریمسڈن" ہے۔ فش اینڈ چپس انگریزوں کا مقبول کھانا ہے۔ اس میں مچھلی اور آلو کے ٹکڑے تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ انگریز چلتے پھرتے اس پر نمک اور سرکہ چھڑک کر اس کو کھاتے ہیں۔ دنیا کی یہ سب سے بڑی دکان قریباً ۷۰ سال قبل ایک چھوٹا سا "کھوکھا" تھا۔ ۱۹۸۷ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ مع بیگم صاحبہ مرحومہ اور بچوں کے یہاں تشریف لائے تو یہاں کھانا کھایا تھا۔ اس دوکان میں برطانیہ کے تمام مشہور سیاسی رہنما، وزراء، وزرائے اعظم کھانے کھا چکے ہیں اور ان کی کتاب پر دستخط کر چکے ہیں۔ حضور نے بھی ان کی کتاب پر ۷ ستمبر ۱۹۸۷ء کو دستخط فرمائے۔ اس دوکان پر روزانہ ہزاروں گاہک آتے ہیں اور سیاحوں سے بھری ہوئی کوچیں آتی ہیں۔ باہر کھانے والوں کی ہر وقت قطاریں لگی ہوتی ہیں۔

بریڈفورڈ میں ٹیکسٹائل ملوں کی اپنی دوکانیں ہیں جہاں سے کپڑا، دھاگہ اور عمدہ سوٹ کے ٹکڑے مناسب قیمتوں پر مل جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ شہر ایشیائی اشیاء کے لئے بھی مشہور ہے۔ ایشیائی ملبوسات، برتن، گوٹا کناری، مذہبی کتب اور چارٹ وغیرہ، سبزیاں، حلال گوشت، مصالحہ جات، اچار چٹنیاں، تنور کی روٹیاں، حلوہ پوری، مغز پائے، بٹیرے، قلفیاں، رس ملائی، مٹھائیاں، مشروبات، پان اور ہر قسم کے ایشیائی کھانوں کے لئے مشہور ہے۔ یہاں ۲۰۰۰ سے زائد ایشیائی دوکانیں اور کاروبار ہیں۔ ہر سال ایشیائی بہترین کھانوں کا مقابلہ بھی ہوتا ہے۔

آرٹ اور ثقافت سے دلچسپی رکھنے والوں میں بھی بریڈفورڈ بہت مقبول ہے۔ بریڈفورڈ کا "الحمراء تھیٹر" بادشاہ ایڈورڈ کے زمانے کی خوبصورت عمارت ہے اور اس کا شمار برطانیہ کے مشہور اور چوٹی کے تھیٹروں میں ہوتا ہے۔ یہ انگلش نیشنل بیلے کا شمالی انگلستان کا مرکز بھی ہے۔ رائل شیکسپئر کمپنی، رائل اوپرا اور اوپرا نارتھ کے شو باقاعدگی سے یہاں ہوتے ہیں۔

بریڈفورڈ کا سینٹ جارجز ہال بڑی کانفرنسوں اور پروگراموں کے لئے مشہور ہے۔ یہاں بی بی سی ٹی وی کے بعض پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح بریڈفورڈ کتھیڈرل اور کارٹرائٹ ہال میں بھی کانفرنسیں ہوتی ہیں۔

روایتی موسیقی کے مراکز میں بریڈفورڈ کا کلب "ٹاپک" بہت مشہور ہے کیونکہ یہ برطانیہ کا سب سے پرانا کلب ہے۔ جو ۱۹۶۵ء میں قائم ہوا تھا۔ ایشیائی روایتی موسیقی، شاعری، افسانہ نویسی اور اردو ادب کے بھی کئی مراکز شہر میں ہیں۔

بریڈفورڈ کا سالانہ فیسٹیول تین ہفتے تک جاری رہتا ہے۔ اس دوران گلیوں میں تھیٹر، موسیقی، جادوگروں کے کرتب، کھیلوں کے مقابلہ جات، لارڈ میئر کی پریڈ اور بچوں کے پروگراموں کے علاوہ ایشیائی میلہ بھی ہوتا ہے جس میں ایشیائی کھانوں اور ملبوسات کی خرید و فروخت، ایشیائی موسیقی، کبڈی وغیرہ کے مقابلے، پہلوانوں کی کشتی وغیرہ ہوتی ہے اور پچاس ہزار لوگ شامل ہوتے ہیں۔

بریڈفورڈ شہر کھلے میدانوں اور پہاڑی علاقوں اور دیہی علاقوں کے دروازے پر ہونے کی وجہ سے باہر کی ورزشوں کے لئے بہت مقبول ہے۔ یہاں پیدل چلنے والوں کے لئے ہر طرف راستے باقاعدہ بنے ہوئے ہیں۔

الکلے کے کاؤ اینڈ کاف راکس Cow and Calf Rocks کوہ پیمائی کی تربیت حاصل کرنے والوں کے لئے بہت مقبول ہے۔ قریب ہی ییڈن کا دیہی علاقہ ہوا میں اڑنے (Hang Gliding) والوں کے لئے بہت اچھی جگہ ہے۔ یہاں بے شمار گھوڑ سواری، تیراکی اور پانی کی کھیلوں کے مراکز ہیں۔

بریڈفورڈ کے ۲۰ سے زیادہ سپورٹس سینٹر اور سوئمنگ پول ہر قسم کی کھیلوں اور ورزش کے لئے میسر ہیں۔ بریڈفورڈ کا سب سے بڑا سپورٹس سنٹر "رچرڈ ڈن سپورٹس سنٹر" ہے۔ رچرڈ ڈن ایک راج تھا جو سپورٹس سنٹر کی تعمیر کے وقت اینٹیں لگانے کا کام کرتا تھا۔ وہ باکسنگ کا شوقین تھا۔ مقابلے جیتتے جیتتے وہ پہلے یارکشائر، پھر برطانیہ، پھر کامن ویلتھ کا چیمپئن بنا۔ اور ورلڈ چیمپئن بننے کا خواب دیکھنے لگا۔ ۱۹۷۶ء میں اس نے محمد علی کو چیلنج کر دیا۔ اس کا مقابلہ جرمنی کے شہر ہمبرگ میں ہوا اور محمد علی نے اس کو چند منٹوں میں ہی چت کر دیا۔ محمد علی سے مار کھانے پر اس کو پیسے بھی خوب ملے اور مقبولیت بھی حاصل ہوئی۔ جب مقابلے کے بعد وہ واپس بریڈفورڈ آیا تو اس کا شاندار استقبال کیا گیا اور بہت عزت دی گئی۔ جس سپورٹس سنٹر کی تعمیر ہو رہی تھی اور جہاں وہ مزدوری کرتا تھا اس سنٹر کا نام اس کے نام پر رکھ دیا گیا۔ اور یہاں سوئمنگ پول، اور پانی کی سلائیڈ بنی ہوئی ہے جہاں بچے پھسلتے ہیں۔ یہ برطانیہ کی سب سے لمبی سلائیڈز ہیں۔ دوسری کھیلوں میں یہاں فٹ بال، رگبی لیگ، رگبی یونین، کاروں کی دوڑیں، امریکن فٹ بال اور کرکٹ کے کھیل کے بے شمار مراکز اور کلب ہیں۔ اسکواش کے بھی کئی مراکز ہیں۔ بریڈفورڈ سٹی فٹ بال کلب برطانیہ کا مشہور فٹ بال کلب ہے۔ یہاں ۱۹۸۵ء میں آگ لگنے سے ۵۳ افراد جل گئے تھے۔ اب یہاں عالیشان گراؤنڈ اور سٹیڈیم بنا ہوا ہے۔ رگبی یونین اور لیگ کی بھی مشہور گراؤنڈ اور سٹیڈیم بریڈفورڈ میں موجود ہیں۔ جلد یہاں سب سے بڑا Dome گول چھت والا سٹیڈیم تعمیر ہونے والا ہے۔ آئے دن بریڈفورڈ میں کبڈی اور بینی پکڑنے کے مقابلے ہوتے رہتے ہیں

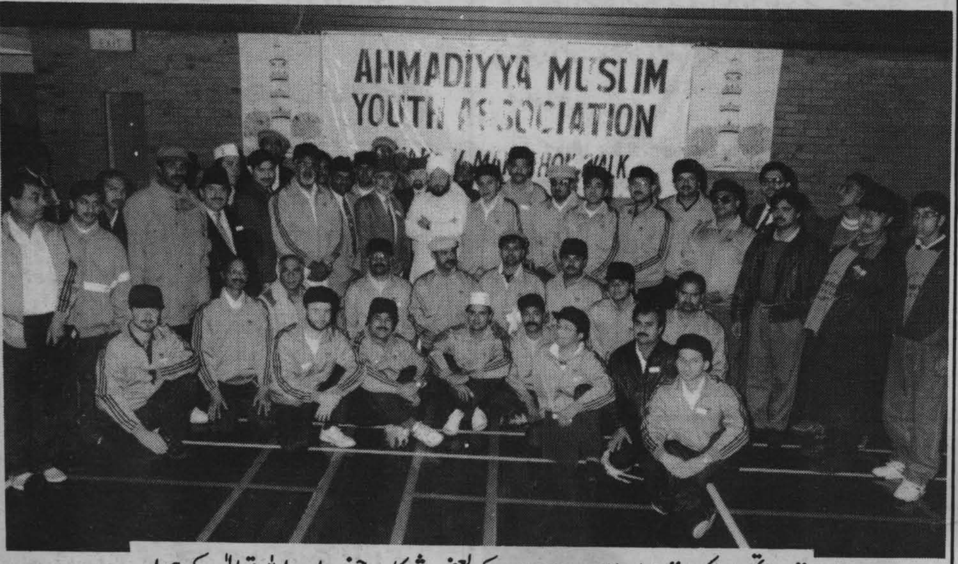

"میراتھن واک" خدام الاحمدیہ ۱۹۹۲ء کے بعض شرکاء، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

قریباً ڈیڑھ سو سال سے بریڈفورڈ میں دنیا کے مختلف علاقوں سے تارکین وطن آکر آباد ہوتے رہے ہیں۔ اور بریڈفورڈ کے باسیوں نے ہمیشہ ان کو کھلے ہاتھوں اور وسعت قلبی سے خوش آمدید کہا ہے۔ ابتدائی دنوں میں یہاں یونانی اور سپین کے تارکین وطن آکر آباد ہوئے۔ پھر مشرقی یورپ کی اقوام کے باشندے پولینڈ، ہنگری، چیکوسلاواکیہ، یوکرین، آرمینین، روسی، جرمن اور ڈومینیکا وغیرہ کے جزیروں کے لوگ یہاں پہنچے۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں برصغیر پاک و ہند کے باشندے یہاں آکر آباد ہونا شروع ہوئے۔ زیادہ تر تارکین وطن یہاں اون کی ٹیکسٹائل ملوں میں مزدوری کرتے تھے۔ بعض ملوں نے باقاعدہ ان تارکین وطن سے معاہدے کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اگر دو بھائی ہوتے تو ایک بھائی اگر گھر جاتا تو دوسرا بھائی اس کا کام سنبھال لیتا تھا۔ پاکستانیوں میں یہاں زیادہ تر میرپور اور آزاد کشمیر کے دوسرے علاقوں کے لوگ آباد ہیں۔ یہ سب یہاں ملوں میں مزدوری کا کام کرتے تھے۔ ان کی اکثریت دیہی علاقوں اور چند چھوٹے گاؤں مثلاً چکسواری، کھوئی رٹہ وغیرہ سے آئی ہوئی ہے۔ ابتدائی زمانوں میں یہاں اکثریت جوان مردوں کی تھی ایک ایک کمرے میں پانچ چھ افراد اکٹھے رہا کرتے تھے۔ سب ملوں میں کام کرتے تھے۔ تین اگر شفٹ پر جاتے تو دوسرے تین آرام کر کے صبح کا کھانا تیار کرتے۔ ان دنوں یہاں کام (نوکری) حاصل کرنا مشکل نہیں تھا۔ تمام ملیں ہفتہ کے ساتوں دن چوبیس گھنٹے چلتی تھیں۔ آمدن بھی معقول تھی اور اوور ٹائم بھی خوب مل جاتا تھا۔ جو کچھ پڑھے لکھے ہوتے ان کو بسوں میں کنڈکٹر اور ڈرائیور کی نوکری مل جاتی۔ یہاں ملوں کی نسبت محنت کم اور تنخواہ زیادہ ملتی تھی۔ یہاں بھی خوب

NEW AND SECOND-HAND
SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE
CARS ALL MODELS

TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

اوور ٹائم مل جاتا تھا۔ حال ہی میں ایک فوٹو گرافر کی دوکان کے اسٹور میں بے شمار نیگیٹو ملے ہیں جو ابتدائی دور کے ہیں۔ ہوتا یہ تھا کہ جب کوئی پاکستان یا ہندوستان سے یہاں پہنچتا تو آتے ہی اس کو نوکری مل جاتی تھی اور ایک ہفتہ بعد ہی معقول تنخواہ بھی مل جاتی تھی۔ اتوار کا دن چھٹی کا ہوتا تھا۔ اس روز یہ اس فوٹو گرافر کے پاس جاتے اور تصویریں بنواتے۔ اس فوٹو گرافر نے اپنے اسٹوڈیو میں خوبصورت جیکٹیں، رنگ برنگی ٹائیاں، پارکر پین، سیکو کی گھڑیاں اور خوبصورت ہیٹ رکھے ہوتے تھے۔ یہ ان کو پہن کر تصویر کھنچواتے تھے۔

۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائیوں میں اون اور ٹیکسٹائل کا کاروبار زوروں پر تھا اور فیکٹریوں کے مالک ہر وقت کام کرنے والوں کی تلاش میں ہوتے تھے۔ عورتیں کم تنخواہ پر کام کرتی تھیں لیکن فیکٹریوں کے قانون کے مطابق انہیں رات کی شفٹ میں کام کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ اس کام کے لئے وہ پاکستانی تارکین وطن کو رکھتے جو کم تنخواہ پر رات کی شفٹ میں کام کرنے کو تیار رہتے تھے۔

۱۹۶۱ء میں شائع ہونے والے ایک سروے کے مطابق بریڈفورڈ میں تین ہزار تارکین وطن تھے جن میں صرف ۸۱ عورتیں تھیں۔ اس وقت تک صرف مرد یہاں آتے تھے کیونکہ اکثر اس ارادہ سے آتے تھے کہ چند سال یہاں کام کر کے اور خوب پونڈ کما کر پاکستان جا کر رہیں گے۔ لیکن ۱۹۶۱ء کے بعد نئے امیگریشن قوانین نے یہ صورت حال تبدیل کر دی۔ اب ان مردوں نے اپنی بیویوں اور بچوں کو بھی یہاں منگوانا شروع کر دیا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں اس صورت حال میں مزید تیزی پیدا ہوئی۔

ویسے تو ۱۹۶۰ء کی دہائی میں بھی بریڈفورڈ ایسی جگہ تھی جہاں پاکستانی حجام، حلوائی، حکیم وغیرہ مل جاتے تھے لیکن ۱۹۷۰ء کی دہائی کے آخری سالوں میں یہاں کثرت سے پاکستانی ریستوران، سبزی کی دوکانیں، قصاب، حجام، حکیم، اردو اخبارات ورسائل وکتب کے مراکز اور دوسری ایشیائی ضروریات کی دوکانیں کھلنی شروع ہو گئیں۔

اب یہاں سارا سال دنیا کی ہر چیز مل جاتی ہے۔ بیاہ شادیوں کے موقع پر کھانا پکانے کے لئے باقاعدہ پاک وہند کے طریق پر باورچی مل جاتے ہیں۔ شادیوں پر باقاعدہ سجاوٹ وچراغاں کا سارا سامان بنا بنایا مل جاتا ہے۔ کئی شادیوں پر تو ڈھول والوں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی ہیں۔ اسی طرح تجہیز وتکفین کے لئے اسلامی طریق کے مطابق غسل، قبر کھودنے اور کفن وغیرہ کا انتظام اور دوسری تمام سہولتیں میسر ہیں۔ ۔ تمام اسکولوں اور ہسپتالوں میں حلال گوشت اور سبزیوں کے ایشیائی کھانوں کا بھی انتظام ہے۔

جوں جوں مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کے لوگ بریڈفورڈ میں آباد ہونا شروع ہوئے ساتھ ہی یہاں مذہبی تنظیمیں بھی قائم ہونا شروع ہو گئیں۔ عیسائیوں کے مختلف گروپ تو پہلے ہی شہر میں کثرت سے تھے۔ بریڈفورڈ میں اکثریت چرچ آف انگلینڈ کے عیسائیوں کی ہے۔ یہاں کیتھیڈرل بھی ہے اور بشپ بھی۔ شہر کے ہر علاقے میں چرچ آف انگلینڈ کا پادری ہے۔ رومن کیتھولک چرچ بھی نظر آئیں گے۔ زیادہ تر رومن کیتھولک یا تو آئرلینڈ کے باشندے ہیں یا مشرقی یورپ کے یعنی پولینڈ، یوکرین وغیرہ کے باشندے ہیں۔ چرچ آف انگلینڈ نے حال ہی میں پہلے پاکستانی پادری کا تقرر بریڈفورڈ میں کیا ہے۔ فادر پیٹر جیفری، مننگھم کے علاقے میں چرچ چلاتے ہیں جہاں اکثریت پاکستانی اور کشمیری باشندوں کی ہے۔ عیسائیوں کے دوسرے فرقوں اور تنظیموں کے مراکز بھی شہر میں موجود ہیں۔

یہودیوں کا خوبصورت سینیگاگ بھی شہر کے مرکز کے قریب ہی ہے۔ زیادہ تر یہودی وہ ہیں جو جنگ عظیم کے دوران جرمنی یا مشرقی یورپ و روس سے ترک وطن کر کے یہاں آباد ہوئے۔ ان میں سے اکثریت نے اپنے کاروبار کئے اور خاصے خوش حال بھی ہوئے۔ شہر کے تمام کاروباری اور سرکاری مراکز میں یہودی چھائے ہوئے ہیں۔ یہاں یہ ذکر بھی مناسب ہوگا کہ بریڈفورڈ کے قریبی شہر لیڈز میں برطانیہ کے سب سے زیادہ یہودی آباد ہیں۔ اور بعض مشہور یہودی کاروبار اور خاندان لیڈز سے ہی شروع ہوئے۔

بدھ مت کے پیروکار اور ہندو بھی کثرت سے یہاں آباد ہیں۔ شہر میں ہندوؤں کے ۵ مندر موجود ہیں اور ہندو بچوں اور نوجوانوں کے لئے مختلف تنظیمیں بھی قائم ہیں۔ ہندو زیادہ تر دوکانیں چلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے دیہات میں بھی جہاں ایشیائی نہیں وہاں ہندوؤں کی گراسری کی دوکانیں ہیں۔

سکھ بھی بریڈفورڈ میں کافی تعداد میں مقیم ہیں۔ زیادہ تر سکھ جالندھر اور ہوشیار پور کے ہیں۔ یہ بہت محنتی لوگ ہیں اور بڑے بڑے کاروباروں کے مالک ہیں۔ اس وقت بریڈفورڈ میں سکھوں کے ۸ گوردوارے اور مراکز ہیں۔ جو زیادہ تر انہوں نے خود ہی تعمیر کئے ہیں۔ جہاں ہر وقت لنگر کھلے رہتے ہیں۔ ہفتہ اور اتوار کو گوردواروں میں بہت رونق ہوتی ہے۔ اور شادی بیاہ کی تقریبات بھی عموماً گوردواروں میں ہی ہوتی ہیں۔ یہودیوں کی طرح سکھ بھی لیڈز شہر میں زیادہ ہیں اور وہاں انہوں نے بہت خوبصورت گوردوارے اور سپورٹس سنٹر اور کمیونٹی سنٹرز قائم کئے ہیں۔

عیسائیوں کے بعد بریڈفورڈ میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق اس وقت یہاں ۷۰ سے ۸۰ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سبھی فرقوں کے لوگ ہیں لیکن سب سے زیادہ بریلوی فرقہ کے لوگ ہیں۔ دیوبندی اور وہابی بھی شہر میں موجود ہیں۔ اہل حدیث اور حنفیہ مساجد بھی ہیں۔ جماعت اسلامی کا بھی مرکز موجود ہے۔ شیعوں کی شہر میں دو مساجد، امام بارگاہ اور مراکز ہیں۔ بوہرہ اور اسماعیلی فرقہ کے لوگ یہاں بہت کم تعداد میں ہیں۔

بریڈفورڈ میں چرچ آف انگلینڈ اور رومن کیتھولک سکول کئی علاقوں میں ہیں۔ اب حال ہی میں دو مسلم اسکول اور ایک گرلز مسلم کالج بھی کھل گیا ہے۔ اسی طرح بریلویوں کا ایک مشنری کالج اور حفظ قرآن کے لئے کئی مراکز قائم ہیں۔

بریڈفورڈ میں یوں تو احمدی مسلمان پچاس کے عشرہ کے آخر میں ہی آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اور انگلستان میں رہنے والے یا انگلستان آنے والے احمدی اس دور میں بریڈفورڈ بھی آئے۔ ان میں چند قابل ذکر نام مکرم عزیز دین صاحب مرحوم، ائر مارشل ظفر چوہدری صاحب، چوہدری انور کاہلوں صاحب اور آفتاب احمد خان صاحب ہیں۔ لیکن بریڈفورڈ میں باقاعدہ جماعت کا قیام ۱۹۶۲ء میں عمل میں آیا۔ اس وقت کے امام مسجد فضل لندن مکرم چوہدری رحمت خان صاحب نے اپنے دورہ یارکشائر کے دوران یہاں جماعت قائم فرمائی۔ لندن سے باہر یہ انگلستان میں پہلی باقاعدہ جماعت تھی۔ اور اس کے پہلے صدر چوہدری منصور احمد صاحب مقرر ہوئے۔

بریڈفورڈ میں صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں منعقدہ تقریب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرمائی۔
اس موقع کی ایک تصویر

۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے پہلے دورہ یورپ کے موقع پر بریڈفورڈ بھی تشریف لائے اور میر خاندان کے ہوٹل تاج محل میں آپ کے اعزاز میں ایک پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شہر کے تمام سرکردہ پاکستانی و مسلمان حضرات شامل ہوئے اور حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۷۳ء میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بریڈفورڈ تشریف لائے اور وکٹوریہ ہوٹل میں نماز جمعہ پڑھائی۔ جس میں دور دراز کے احمدیوں نے شمولیت کی۔ نماز جمعہ کے بعد حضور کافی دیر تک اپنے خدام کے درمیان تشریف فرما رہے۔ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ نے بھی ایک موقع پر وکٹوریہ ہوٹل میں قیام فرمایا۔

۱۹۷۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر مکرم امین اللہ خان صاحب سالک نارتھ و یارکشائر ریجن کے پہلے مبلغ کے طور پر بریڈفورڈ تشریف لائے۔ ۱۹۷۶ء میں جماعت نے ہڈرزفیلڈ میں ایک عمارت خرید کر پہلا مشن ہاؤس قائم کیا۔ اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کا افتتاح فرمایا اور جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ مقامی پریس میں اس تقریب کی خبر بڑی نمایاں شائع ہوئی۔

۱۹۷۶ء تک جماعت کی تعداد ماشاء اللہ کافی بڑھ چکی تھی۔ چنانچہ اب گھروں کی بجائے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال بریڈفورڈ میں باقاعدگی سے جماعت کے اجلاسات اور کھیلوں کا انتظام کیا گیا۔ ماہنامہ ''البصیرت'' کا اجراء بھی اسی سال ہوا۔ ۱۹۷۹ء، ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۹ء میں البصیرت کے خصوصی نمبر شائع ہوئے جو دنیا بھر میں بھجوائے گئے۔

۱۹۷۷ء میں خدام الاحمدیہ کی دعوت پر ائر مارشل ظفر چوہدری صاحب، سابق سربراہ پاکستان ائر فورس نے وائی ایم سی اے ہال میں ایک خصوصی اجلاس سے خطاب فرمایا جس میں شہر کے ڈپٹی لارڈ میئر اور سرکردہ انگریز اور پاکستانی افراد بھی شامل ہوئے۔

۱۹۸۷ء میں امین اللہ خان سالک کی جگہ مکرم انیس الرحمان صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے یارکشائر تشریف لائے۔ ۱۹۷۹ء میں خدام الاحمدیہ نے گرینج اسکول میں ایک یادگاری اور شاندار اجتماع منعقد کیا۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔ بریڈفورڈ کے ڈپٹی لارڈ میئر، ممبران پارلیمنٹ اور دوسرے سرکردہ افراد اس میں شامل ہوئے۔ اسی سال کے آخر میں جماعت نے بریڈفورڈ کی مشہور سڑک لیڈز روڈ پر مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ایک بہت بڑی جگہ خریدی اور جماعت کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کا مظاہرہ کیا اور نئی جگہ کی صفائی و مرمت کے لئے شب و روز وقار عمل کئے جو کئی ماہ تک جاری رہے۔ ستمبر ۱۹۸۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس مشن کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام ''بیت الحمد'' تجویز فرمایا۔ اسی سال مکرم عبدالحفیظ صاحب کھوکھر کا تقرر بحیثیت مبلغ سلسلہ بریڈفورڈ ہوا۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ اسی سال بیت الحمد میں تشریف لائے اور جماعت کو خطاب فرمایا۔ ۱۹۸۱ء میں مجلس خدام الاحمدیہ بریڈفورڈ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر شہر کے تمام بڑے بڑے ہوٹلوں میں قرآن مجید ہر کمرے میں رکھوائے۔

۱۹۸۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بریڈفورڈ تشریف لائے اور سارا دن بیت الحمد میں اپنے خدام کے درمیان رونق افروز رہے۔ حضور انور نے احباب جماعت سے بیعت بھی لی۔ پریس کانفرنس سے خطاب بھی فرمایا۔ مجلس عرفان منعقد ہوئی اور حضور انور نے دوپہر کا اور رات کا کھانا تناول فرمایا۔ حضور خلافت سے پہلے ۱۹۷۸ء میں بھی مع بیگم صاحبہ وبچیوں کے کار پر بریڈفورڈ تشریف لائے تھے اور احباب جماعت سے ملے تھے۔ ۱۹۸۳ء میں نارتھ کے خدام واطفال کا علاقائی اجتماع بیت الحمد میں منعقد ہوا۔ جنوری میں خاکسار عبدالباری ملک کو بریڈفورڈ میں جسٹس آف پیس (Justice of peace) (اعزازی مجسٹریٹ) مقرر کیا گیا۔ شمالی انگلستان میں کسی احمدی کے لئے یہ پہلا اعزاز تھا۔

۱۹۸۹ء میں مولانا طاہر سبی صاحب بحیثیت مبلغ

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

سلسلہ تشریف لائے۔ یہ آپ کی پہلی تقرری تھی۔

جماعت احمدیہ بریڈفورڈ خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان کی مستعد جماعتوں میں سے ایک ہے اور خدمت کے ہر میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔

سیاسی میدان میں بریڈفورڈ ہمیشہ سرگرم عمل رہا ہے۔ آزاد لیبر پارٹی کی بنیاد یہاں رکھی گئی۔ ۱۹۸۱ء میں نئی سیاسی پارٹی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی پہلی کانفرنس بھی بریڈفورڈ میں ہی ہوئی۔ یہاں ملک کی تینوں پارٹیوں یعنی لیبر، کنزرویٹو اور لبرل پارٹی کی مضبوط شاخیں قائم ہیں۔

۱۹۷۷ء میں پہلی بار ایک پاکستانی کونسلر حمید کو پہلا ایشیائی کونسلر چنا گیا۔ اس کے بعد دوسرے پاکستانی کونسلر محمد عجیب کو بھی کونسلر چنا گیا۔ یہ دونوں لیبر پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں کونسلر محمد عجیب کو بعد میں بریڈفورڈ کے پہلے پاکستانی لارڈ میئر ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

بریڈفورڈ ہمیشہ پاکستانی سیاست کا بھی انگلستان میں گڑھ رہا ہے۔ اس شہر کے پاکستانیوں نے پاکستانی اور آزاد کشمیر کی سیاست میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کشمیری سیاست دان بیرسٹر سلطان محمود کا تعلق بھی بریڈفورڈ سے ہے۔

بریڈفورڈ ہمیشہ ادبی سرگرمیوں کا بھی مرکز رہا ہے۔ برانٹے سسٹرز جو انگریزی کی مشہور ناول نگار بہنیں تھیں بریڈفورڈ میں پیدا ہوئیں اور زندگی کا اکثر حصہ یہاں گزارا۔ ان کے اکثر مشہور ناول مثلاً Jane Eyre بھی یہیں لکھے گئے۔ اسی طرح مشہور مضمون نگار "جے بی پریسٹلے" کا تعلق بھی بریڈفورڈ سے ہے۔

پاکستان سوسائٹی کی مجالس میں مقامی شعراء و ادباء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ انگلستان کا سب سے پہلا علاقائی اردو اخبار "راوی" آج بھی بریڈفورڈ سے ہر ہفتہ شائع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ "اجالا" بھی شائع ہوتا ہے جس میں اردو ادب کے علاوہ سیاسی موضوعات پر بھی مضامین ہوتے ہیں۔ اور بھی چھوٹے چھوٹے اخبارات و رسائل وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔

یہ مضمون پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ بریڈفورڈ شہر واقعی "نرالا" شہر ہے جہاں اس وقت ۷۳ مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر رنگ، ہر مذہب، ہر قوم، ہر عقیدے اور ہر مزاج کا فرد آپ کو یہاں مل جائے گا۔ ہر نوع کی بولیاں روانی سے بولی جاتی ہیں۔ شہر کے اندرونی علاقوں میں آپ کو کثرت سے دوکانوں پر، دفاتر پر اور دوسری جگہوں پر اردو میں بھی سائن بورڈ اور نوٹس بورڈ لکھے ہوئے نظر آئیں گے۔ دوکانوں کے شیشوں پر مشاعروں، گیارھویں کی مجالس، عرسوں اور دوسری تقریبات کے اردو پوسٹرز بھی نظر آئیں گے۔ آپ کو لوگ تہبند پہنے، پگڑیاں اور پٹکے باندھے بھی ملیں گے۔ حقہ پینے والے بھی ملیں گے۔ شہر میں حقہ کے لئے تمباکو اور نسوار یا سلاجیت بھی مل جائے گی۔ ہر ذائقے کا پان یہاں میسر ہے۔ اس شہر میں تو انگریز بھی آپ کو یہ سوغاتیں استعمال کرتے نظر آئیں گے۔ یہاں ملنگ بھی ہیں اور ڈھول بجانے والے بھی۔ ہیر ترنم سے پڑھنے والے بھی اور سیف الملوک اور بابا بلھے شاہ اور پیر فرید کا عارفانہ کلام پڑھنے والے بھی۔ شادی بیاہ پر کاریں اور عمارتیں بھی پاک و ہند کی طرح سجتی ہیں اور چراغاں بھی ہوتا ہے۔ مہندی کی رسمیں بھی بالکل میرپور یا لاہور یا امرتسر کی طرح ہوتی ہیں۔ باقاعدہ اہتمام سے باراتیں جاتی ہیں اور ڈولیاں اٹھتی ہیں۔

میں نے جان بوجھ کر شہر کے جرائم کی تاریخ کو نہیں چھیڑا ورنہ اس پر بھی ایک باب لکھا جا سکتا ہے۔ مختصراً یہ بتاتا چلوں کہ انگلستان کے دو انتہائی مشہور مجرموں کا تعلق بریڈفورڈ سے تھا۔ ایک تو "بلیک پینتھر" تھا جو قتل کر کے لاشوں کے ٹکڑے کر کے ان کو گٹر (مین ہول) میں ڈال دیا کرتا تھا۔ دوسرا بدنام زمانہ "یارکشائر رپر" تھا جس نے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں متعدد عورتوں کو بیدردی سے قتل کیا اور بالآخر ۱۹۸۰ء میں پکڑا گیا اور اب عمر قید کی سزا کاٹ رہا ہے۔ یارکشائر رپر کو گرفتار کرنے کے لئے بریڈفورڈ پولیس نے جو تفتیشی طریق کار اپنائے اور جو سبق حاصل کئے ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا بھر کی پولیس فورسز بعض سنگین جرائم کی تحقیقات کے لئے بریڈفورڈ پولیس سے معلومات حاصل کرتی ہیں۔ اسی طرح ۱۹۸۵ء میں فٹ بال گراؤنڈ میں آگ کے بعد یہاں متاثر افراد سے نفسیاتی ماہرین کی ٹیموں نے جو تجربات حاصل کئے ان سے دنیا بھر سے آفت زدہ علاقوں میں ماہرین فائدہ اٹھاتے ہیں۔

المسجد للّٰہ

آثار نمودار ہوئے نظم کہن کے
کہتے ہیں کہ آپ اپنے کو دہراتی ہے تاریخ
ہیں رقص کے گھر خوب سینما بھی بہت خوب
مسجد کی بنا رکھیں تو ہو جاتی ہے توبیخ
تعمیر کی تحریک نہ تحریص، نہ ترغیب
تخریب کی ہو بات تو زد میں مہ و مریخ
اللہ کے بندوں سے کوئی جاکے یہ کہہ دے
اللہ کے گھر پر نہ رکھیں تیشہ تنسیخ
ہر زور لگالو اسے سو بار دبا دو
پہنچے گی مگر عرش پہ مظلوم کی ہر چیخ

(عبدالمنان ناہید)

بقیہ شعبہ اخلاق کا بہترین حصہ

کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آئی۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے، اس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک اس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں، وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف قائم کروں جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آ سکتا جسے "ایتاء ذی القربیٰ" کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں .... آپ منصب خلافت کے حقوق ادا کرتے رہیں، دل و جان کے ساتھ دعائیں مانگتے ہوئے۔ اور میں اللہ کے حضور گریہ و زاری اور عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اس سے التجا کرتا رہوں گا کہ مجھے آپ کے حقوق ادا کرنے کی بھی توفیق بخشے اور اپنے حقوق ادا کرنے کی بھی توفیق بخشے۔ آمین۔

(خطاب ۱۰ جون ۱۹۸۲ء، مسجد مبارک ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس کے ساتھ میں اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔ فرمایا:۔

"جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھائے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیاز مندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پاکر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے"۔ (الحکم ۲۱ مارچ ۱۹۰۱ء صـ ۲)

بقیہ روشنی اور لیزر شعاعیں

فاصلوں کی پیمائش

چونکہ لیزر کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ سیدھی لائن میں چلتی ہے اور راستے میں ہوا کی مختلف کثافت اس کو سیدھے راستے میں چلنے سے نہیں روک سکتی۔ نتیجۃً دو چیزوں کے درمیان فاصلہ معلوم کرنے کے لئے اس کا استعمال عام ہے۔ لیزر کی شعاع ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے جس جگہ فاصلہ معلوم کرنا مقصود ہو وہاں پر ایک خاص شیشہ لگا دیا جاتا ہے۔ اس شیشے سے لیزر کی شعاع منعکس ہو کر واپس اسی جگہ پر آتی ہے کہ جہاں سے شروع ہوئی تھی۔ سائنس دان بعض حساس گھڑیوں کے ذریعہ وہ وقت معلوم کر لیتے ہیں جو شعاع کے شروع ہونے اور پھر واپس آنے میں لگتا ہے۔ اس وقت کو روشنی کی رفتار (تیس کروڑ کلومیٹر فی سیکنڈ) سے ضرب دینے اور جواب کو دو سے تقسیم کرنے سے فاصلہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔

جب خلاباز چاند پر گئے تو وہاں پر خاص شیشے چھوڑ آئے۔ زمین سے ان شیشوں پر لیزر کی شعاعیں ڈالنے کے بعد سائنس دان اس قابل ہو گئے کہ زمین اور چاند کا فاصلہ انتہائی صحیح طور پر معلوم کر سکیں۔

اسی طرح جب سرنگیں کھودی جاتی ہیں تو بھی لیزر کی شعاعوں کو استعمال کیا جاتا ہے اس کی مدد سے سرنگوں کی سمت میں کسی غلطی کا امکان نہیں رہتا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے بتا دوں کہ انگلستان اور فرانس کو ملانے کے لئے سمندر کی تہہ سے ہزاروں میٹر نیچے سرنگیں کھودی گئی ہیں۔ کھدائی کا کام بیک وقت فرانس اور انگلستان کی طرف سے شروع ہوا۔ لیزر شعاعوں کی مدد سے ہمیشہ یہ حساب لگایا جاتا رہا کہ دونوں سرنگیں ایک سیدھ میں ہوں۔ چنانچہ جب دونوں طرف سے کھدائی کرنے والے کارکن ایک دوسرے سے ملے تو انہوں نے دونوں خندقوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہ پایا۔ اب یہ سرنگ مکمل ہو چکی ہے اور ان میں گاڑیوں کی آمد و رفت جاری ہے۔ بیسویں صدی کا یہ عجیب کارنامہ ہے لیکن اگر لیزر شعاعوں کی مدد سے رہنمائی نہ کی جاتی تو یہ سرنگیں شاید کبھی بھی مکمل نہ ہو سکتیں۔

آلات حرب میں استعمال

جن چند فوائد کا میں نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے وہ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بدقسمتی سے لیزر کا استعمال آلات حرب میں بڑے زور سے کیا جا رہا ہے جو بالعموم انسانیت کی تباہی پر منتج ہوتے ہیں۔ ان میں سے خاص طور پر ایسے بم ہیں جو لیزر کی مدد سے دکھائے ہوئے حروف پر پڑتے ہیں اور اپنے نشانہ سے ذرا بھی نہیں چوکتے۔ انہیں انگریزی میں (Smart Bumbs) کہا جاتا ہے۔ لڑاکا ہوائی جہاز کا پائلٹ بم گرانے سے پہلے ایک لیزر شعاع اپنے ہدف پر گراتا ہے اس کے بعد سمارٹ بموں کو گرایا جاتا ہے۔ ان بموں کے اندر ایسے پرزے لگے ہوتے ہیں جو لیزر سے دکھائے گئے ہدف کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہ پرزے بم کی رفتار اور سمت کو بھی کنٹرول کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بم ٹھیک نشانے پر جا لگتا ہے۔ خلیج کی جنگ میں امریکہ نے ایسے بموں کو بڑی شدت اور کثرت سے استعمال کیا جس کی وجہ سے عراقی فوج کو سخت نقصان پہنچا اور ان کے کنٹرول اور رابطہ کے مراکز تباہ ہوئے۔

آج سے چند سال قبل امریکہ کے صدر ریگن نے ایک بڑے دفاعی منصوبے کا اعلان کیا جس کا نام Strategic Defence Initiative رکھا گیا۔ اس منصوبے کا بڑا مقصد یہ تھا کہ اگر کبھی روس اپنے بین البراعظمی میزائل کی مدد سے امریکہ پر حملہ آور ہو تو خلا میں اور زمین پر انتہائی طاقتور لیزر کی مشینیں لگا دی جائیں۔ یہ شعاعیں آنے والے میزائلوں کو اوپر ہی آسمان میں جلا ڈالیں اور نتیجۃً امریکہ کے تمام شہر روسی ایٹم بموں کے حملوں سے محفوظ ہو جائیں۔

یہ منصوبہ روسیوں کے ایٹم بموں کو فضاء میں ہی ناکارہ کر سکتا تھا اور روس کا بظاہر ایٹمی رعب امریکہ سے ختم ہونے والا تھا۔ اس منصوبے نے روس کے اس وقت کے سربراہ گورباچوف کو مجبور کیا کہ وہ امریکہ سے صلح کی گفتگو کریں اور بالآخر یہ امر روس کی سیاسی پسپائی پر ختم ہوا جس کے نتیجہ میں روس کے بہت سارے علاقے اس کے چنگل سے آزاد ہوئے۔ گویا لیزر شعاعوں کے ممکنہ استعمال نے دنیائے سیاست کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol.1 | Friday, December 30, 1994 | No. 52

شذرات

(م-ا-ح)

یہ بات تو ہر صاحب علم پر روشن ہے کہ تاریخ نویس غیر جانب دار نہیں ہوتا۔ اس کا کام کسی کھیل کے منصف کی طرح دیوار پر بیٹھ کر فریقین کی کارکردگی کا جائزہ نہیں بلکہ اپنی عصبی حمیت کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر اپنی جماعت یا اپنے آجر کی مدح سرائی ہے۔ فریق ثانی چاہے تو اپنے مفاد کی نگرانی کے لئے اپنا مؤرخ لے آئے۔ یکطرفہ بیان کو یقینی بنانے کے لئے کچھ اصحاب نے اصرار کیا کہ جو شخص ان کے ممدوحین کو معصوم اور بے خطا نہیں سمجھتا اسے ان کے بارے میں لکھنے کا کوئی حق نہیں ہے اور دوسروں نے یہ کہا کہ اگر ان کے اکابر کے متعلق کسی نے سچ لکھ ہی دیا ہے جو انہیں قبول نہیں تو ان کے لکھے کو دریا برد کر دیا جائے۔ اول الذکر کی ایک مثال یہ ہے:-

"(تاریخ کو قابل قبول بنانے کی) واحد سبیل یہ ہے کہ سرکاری طور پر یا بطور خود ایک ایسی جماعت کی تشکیل کی جائے جس میں صحیح العقیدہ اور مخلص اہل علم ہوں۔ اہل بدعت اور زندقہ کو نہایت قوت کے ساتھ اس کی رکنیت سے دور رکھا جائے۔ جو لوگ عقیدتاً کتاب و سنت سے وفاداری نہیں برت سکتے انہیں کیا حق ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کچھ گفتگو کریں"۔

(امیر المومنین معاویہ، تصنیف سید علی احمد عباسی، ایم۔ ایس۔ سی۔ علیگ، ناشر انجمن پاسداران حرمت صحابہ، سیدو شریف سوات۔ طبع دوم ۱۹۸۷ء ۔ ۳۳)

اور مؤرخین کی دوسری جماعت کی تجویز ہے کہ:-

"جو تاریخیں رحماء بینھم کے خلاف ہیں انہیں شہر کے سب سے زیادہ گندے نالے میں بہا دیں"۔

("سیرت ابو سفیان" سید الطاف حسین گیلانی شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور ۱۹۸۷ء ۔ ۲۷)

اس قسم کے متعصب اور مقصد پرست حضرات کا عندیہ اور رویہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ جو حقائق و شواہد ان کے پہلے سے قائم کردہ ہدف کی تائید نہ کریں انہیں یکسر رد کر دیا جائے۔ اسے زیادہ سے زیادہ جانبداری، اپنے مؤقف سے وفاداری یا اکابر کی پاسداری کہہ سکتے ہیں۔ ایسے تاریخ نویس خود اپنے منہ سے اس کا اقرار اور اس پر اصرار کرتے ہیں۔ لیکن اگر تاریخ کے کسی کارزار میں کوئی شخص سرے سے شریک ہی نہیں، وہاں سے کوسوں دور کار دیگر میں مشغول ہے۔ مگر اس کے مداح وقائع نگار میدان وغا میں اس کے کارنامے بیان کر رہے ہوں اور اسے ہیرو بنا کر فتح کے ہار پہنانے کی کوشش کریں تو ایسی ناپاک جسارت کو تاریخ مسخ کرنے کی سازش کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانان پاکستان کی بدقسمتی کہ ان پر ایک ایسا دور مسلط ہوا جس میں ایک بدنیت شخص ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے مذموم ارادے سے نہ صرف تاریخ پاکستان کو نئے سرے سے لکھوانے کی سازش کی بلکہ دوسرے علوم و فنون کو بھی اپنے خود ساختہ اسلامی نظریات کی چھاپ دینا چاہی۔ اس فریب کی تکمیل کے لئے اس نے مرکزی وزارت تعلیم میں ایک انسٹی ٹیوٹ برائے پالیسی سٹڈیز قائم کی اور جماعت اسلامی کی طرف اپنے جھکاؤ کی بنا پر جماعتی ذہن رکھنے والے کارکن اس میں بھرتی کئے۔ اس کے دوران حکومت میں تحریک پاکستان کے عوامل اور حقائق کو مسخ کر کے تعلیمی اداروں کے لئے نصاب کی نئی کتابیں لکھوائی گئیں جن میں یہ ظاہر کیا گیا کہ قائداعظم اور مسلم لیگ کی قیادت کو تو اسلام کی الف باء کا بھی علم نہ تھا، وہ تو ایک سیکولر، بے دین اور مغربی جمہوریت کا نمونہ پاکستان بنانا چاہتے تھے جبکہ فی الحقیقت مسلم عوام اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی مزاحمت اور مساعی سے عقیدہ پرست ملائیت اور ان کے مزعومہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے یہ ملک بنایا گیا تھا۔

اس دور کے ذہنی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت اسلامی کے "دانشوروں" نے اپنے لیڈر مولانا مودودی کے ناقابل رشک ماضی پر سے گرد جھاڑنے کی ٹھانی اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس پروپیگنڈے کا پر زور آغاز کیا کہ مودودی صاحب نہ صرف یہ کہ پاکستان کے مخالف نہیں تھے بلکہ درحقیقت وہی دو قومی نظریہ کے خالق اور مالک ہونے کے ناطے نظریہ پاکستان کے موجد اور معمار تھے۔ ان خوش عقیدہ اور خوش فہم حضرات کی سرکوبی کے لئے سیاسی مبصروں نے اسی دم مودودی کی اصل تحریریں ان کے سامنے رکھ دی تھیں اور دو قومی نظریہ کی مودودی تعبیر کی حقیقت واضح کر دی تھی۔ آپ بھی کچھ حوالے ملاحظہ فرمائیں:-

☆ "مسلم نیشنلزم بھی خدا کی شریعت میں اتنا ہی ملعون ہے جیسا کہ ہندوستانی نیشنلزم"۔

☆ "مسلمان ہونے کی حیثیت میں میرے لئے اس مسئلہ میں کوئی دلچسپی نہیں کہ ہندوستان میں جہاں مسلمان کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو جائے"۔

☆ "مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو انگریزی امپیریلزم سے آزاد کرایا جائے"۔

☆ "یہ آزادی وطن کے نعرے اور پنڈت نہرو کے سروں میں امپیریلزم کی مخالفت یہ سب ہمارے لئے بکری کی بولیاں ہیں"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش، حصہ سوم طبع اول آرمی پریس دہلی ۴۲۔ ۱۹۴۱ء صفحات ۹۳، ۹۴ اور ۹۹)

اسی کتاب کے مقدمہ میں مودودی صاحب نے وضاحتاً لکھا تھا:-

"اسلام ہر قسم کی قوم پرستی کا دشمن ہے خواہ وہ ہندوستانی قوم پرستی ہو یا نام نہاد مسلم قوم پرستی"۔

خدا کا شکر ہے کہ مودودی نواز حلقوں پر فوری گرفت ہوئی کہ اس وقت تحریک پاکستان کے بے شمار کارکن ابھی زندہ تھے۔ موقع کے چشم دید گواہوں کے سامنے یہ دزدانہ دلاوری چل نہ سکی۔ اب کچھ عرصہ ریت میں سر چھپانے کے بعد یہ لوگ ایک نئی کہانی لے کر آئے ہیں۔ انہیں غالباً نشر و توسیع کی نفسیات کے ماہرین نے بتایا ہے کہ جھوٹ گھڑو اور اسے بار بار دہراؤ۔ تکرار کے عمل سے سامعین کی قوت مزاحمت بالآخر جواب دے ہی دیتی ہے اور پہلے مرحلہ پر وہ متشکک ہو جاتے ہیں کہ شاید ایسا ہی ہوا ہو اور پھر انہیں یقین ہونے لگتا ہے اور وہ جھوٹ کو سچ سمجھنے لگتے ہیں۔

ان کے افسانہ نویس دانشوروں نے اس مرتبہ جو داستان وضع کی ہے اس میں دن کو رات اور رات کو دن بنا کر تاریخ کے طالب علموں کی آنکھ میں دھول جھونکی گئی ہے۔ کہانی اس طرح پر ہے:-

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ علامہ اقبال نے محسوس کیا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن ہی کافی نہیں، ان کی علمی ترقی اور اسلامی تربیت کی بھی ضرورت ہے اس لئے علامہ مرحوم نے قائداعظم محمد علی جناح کو تحریک حصول پاکستان کا انچارج بنایا اور جمہور مسلمانوں کی تعلیم کے لئے مولانا مودودی کو منتخب کیا اور اس طرح مودودی صاحب بھی پاکستان کی علمی و اخلاقی تعمیر میں برابر کے شریک ہیں۔ یہ بے سروپا حکایت لاہور کے ایک ہمدرد جماعت ہفت روزہ میں درج ہوئی ہے۔ اس کا کچھ حصہ نقل مطابق اصل ہے:

"علامہ اقبال یہ بھی جانتے تھے کہ سیاسی جدوجہد اور علمی تحقیق دو الگ الگ کام ہیں۔ چنانچہ ان دو کاموں کے لئے اس صاحب نظر نے دو افراد کا انتخاب کیا۔ سیاسی جدوجہد کے لئے حضرت قائداعظم کو انگلستان سے واپسی پر آمادہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں کی سیاسی قیادت کریں اور اس کے ساتھ علمی انقلاب اور تجدید و احیائے دین کی تحریک اٹھانے کے لئے مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کو یہ دعوت دی کہ وہ پنجاب کو اپنے کام کا مرکز بنائیں"۔

(خورشید احمد ندیم، ہفت روزہ زندگی، لاہور، ۲۳، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۴ء)

یہ وقائع نگار یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ قائداعظم اور مودودی صاحب گویا علامہ اقبال کی ٹیم کے دو ممبر تھے۔ ایک کو علامہ نے مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی پر مقرر کیا اور دوسرے کو علمی اور فکری محاذ پر لگایا۔ مقصد دونوں کا حصول پاکستان اور استحکام پاکستان تھا۔ مقام حیرت یہ ہے کہ علامہ اقبال اپنے انتخاب کردہ مودودی صاحب کو یہ بتانا کیوں بھول گئے کہ قائداعظم بھی انہی کے آدمی ہیں جو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان چلائیں گے اور مودودی کو ان کی نصرت و حمایت کرنا ہے۔ اگر وہ یہ بات مودودی صاحب کے گوش گزار کر جاتے تو شاید وہ قیام پاکستان کی سرتوڑ مخالفت نہ کرتے اور قائداعظم اور مسلم لیگی قیادت کی پیٹھ میں بار بار چھرا گھونپنے سے باز رہتے۔

اب امر واقعہ یہ ہے کہ مسلم لیگ نے قائداعظم کی رہنمائی میں جب مسلمانان ہند کے لئے الگ وطن کی تاریخی قرارداد لاہور منظور کر کے ایک بڑا مرحلہ طے کر لیا تو مودودی صاحب کو بخار چڑھ آیا اور وہ مسلم لیگ، قائداعظم اور پاکستان کے بارے میں ہذیان بکنے لگے:

"مسلم لیگ کے ریزولیوشن کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ۔ ۲۹)

"جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہیہ قائم ہو جائے گی، ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف **مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل لعنت**"۔ (ایضاً ۔ ۱۳۱، ۱۳۲)

"افسوس کہ لیگ کے قائداعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو"

(ایضاً ۔ ۳۷)

"ایسے لوگوں کو محض اس لئے مسلمانوں کی قیادت کا اہل قرار دینا کہ وہ مغربی سیاست کے ماہر یا مغربی طرز تنظیم کے استاد فن ہیں اور اپنی قوم کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں، سراسر اسلام سے جہالت اور غیر اسلامی ذہنیت ہے"۔ (ایضاً ۔ ۷۰)

سو عملاً یہ ثابت ہوا کہ اقبال کی دو رکنی ٹیم کا دوسرا ممبر حصول پاکستان کے لئے قائداعظم" کی مدد یا حمایت کے لئے نہیں تھا بلکہ ایک مار آستین تھا جو قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ کی تحریک اور اس کی قیادت کو بار بار ڈستا رہا اور اس کی سرتوڑ مخالفت کے باوجود جب الٰہی منشاء کے مطابق ہندی مسلمانوں کو ایک الگ وطن مل گیا تب بھی اس افعی کی برہمی میں کوئی کمی نہ آئی بلکہ اس وقت نئے ملک کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے بجائے وہ اپنے لئے حصول اقتدار کی خاطر پینترے بدل بدل کر وار کرنے لگے۔ اب اس کا رنگ یہ تھا:

"اس پورے گروہ میں ایک کوئی بھی نہ تھا جو بازی کھو دینے کے بعد سر دے سکتا۔ یہ ساری جماعت بازی گروں سے پٹی پڑی تھی جنہوں نے عجیب قلابازیاں کھا کر دنیا کو اپنی بودی سیرت اور کھوکھلے اخلاق کا تماشا دکھایا اور قوم کی رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا دی"۔ (ترجمان القرآن، جون ۱۹۴۸ء)

"قومی تحریک جس انداز پر چلائی جا رہی تھی اس نے مسلمانوں کو اپنی جگہ پر بھی نہ ٹھہرنے دیا کجا کہ انہیں کچھ اور اوپر اٹھایا جاتا۔ **بدترین سیرت و اخلاق کے لوگ صحافت و قیادت پر قابض ہو گئے**"۔ (ترجمان القرآن، نومبر ۱۹۵۱ء)

ہماری ان گزارشات سے مودودی کا وہ بت تو یقیناً پاش پاش ہو چکا ہوگا جس پر اس کے چیلے نیا رنگ و روغن کر کے نیا غلاف چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اقبال کے کندھے پر رکھ کر چلائی گئی اس بندوق کا مؤرخین پاکستان اور ماہرین اقبال پر کیا اثر ہوتا ہے۔

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad